النبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تصنیف
علامہ عبدالکریم الخطیب

مترجم
علامہ ملک محمد بوستان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی
پاکستان

Marfat.com

النبی محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

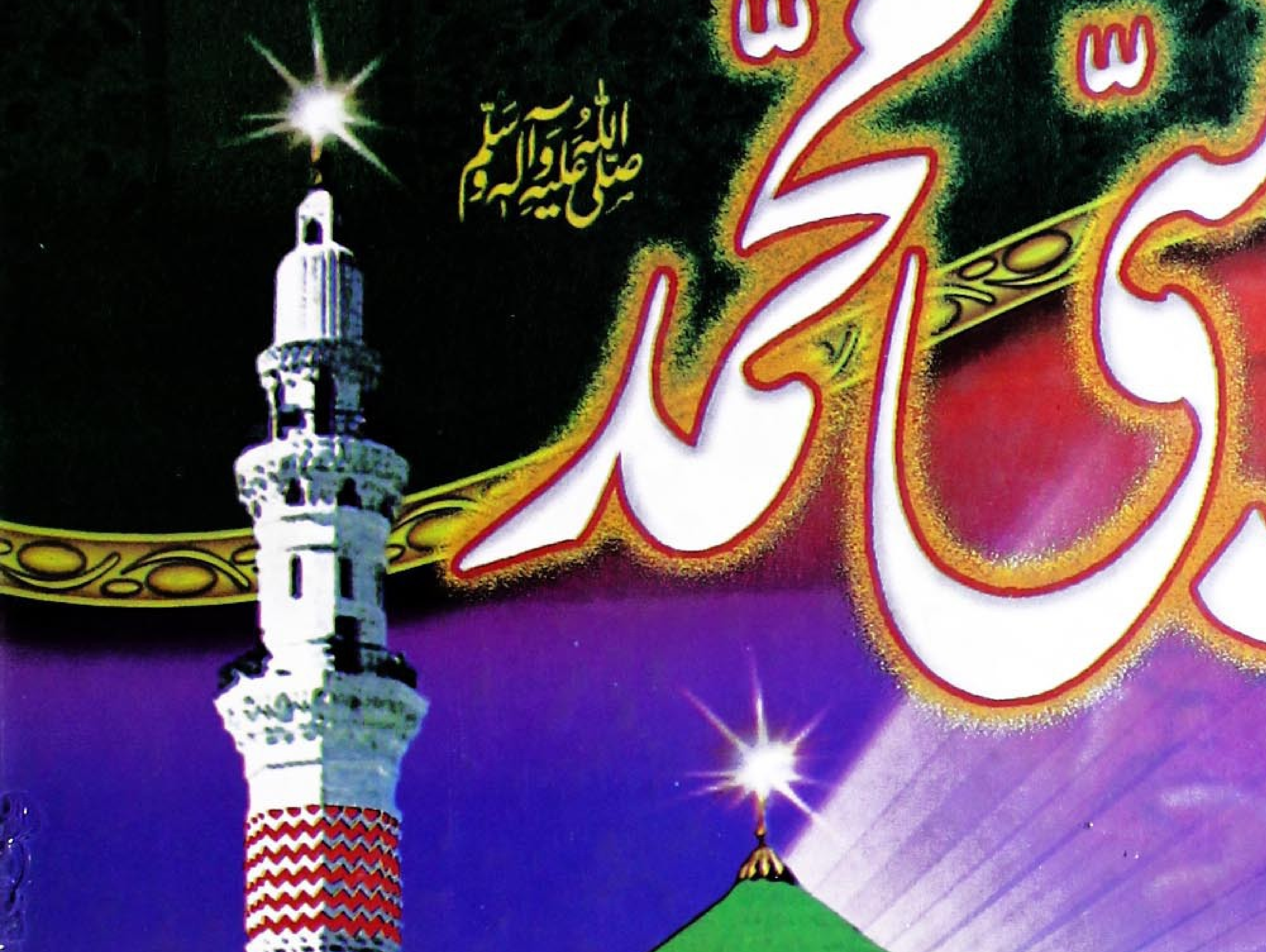

تصنیف

علامہ عبدالکریم الخطیب

مترجم

علامہ ملک محمد بوستان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی
پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

11
16
1A

النبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

علامہ عبدالکریم الخطیب

مترجم

علامہ ملک محمد بوستان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

Marfat.com

1B

جملہ حقوق محفوظ ہیں

83870

نام کتاب	النبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصنف	علامہ عبدالکریم الخطیب رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	علامہ ملک محمد بوستان
زیرِ اہتمام	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
تاریخ اشاعت	اپریل 2006ء
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z17
قیمت	-/300 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

فہرست مضامین

عرض حال	5
کتاب کا مقدمہ	6
نام اور ذات	22
نبوت اور نبی	38
کیا نبوت انسان کی ضرورت ہے؟	38
رسولوں کی شہریت	42
اللہ تعالیٰ انسانوں اور فرشتوں میں سے رسول چنتا ہے	44
مخلوقات میں سے چنے ہوئے	45
معجزہ اور اعجاز	49
معجزہ	49
معجزات کا امکان	51
معجزہ کو شکل وصورت دینا	52
انسان کا عالم بالا سے تعلق	56
ابن خلدون کی رائے	58
امتوں کے اعتبار سے معجزات میں فرق	60
رسالت اسلامیہ کے مصادر	63
رسول اللہ کی شخصیت	64
فضول گفتگو	65
حضرت محمد ﷺ کی عظمت	66
انسان کی عظمت اور نبی کی عظمت	67
نقطہ نظر اور رائے	68
قرآن کے بعد حضرت محمد ﷺ	70
کچھ وقت مصنفین کے ساتھ	81
لامارتین	82
ول ڈیورانت	82
حق کی دعوتیں اور باطل کے رجحانات	85
نبی اور متنبی	88
یہودی شریعت اب تک زندہ ہے	89
نبی یا عظیم	93
خاتم النبیین	97
حضرت محمد ﷺ اور وحی	116
حق اور باطل	122
آپ کے صاحب مجنون نہیں	122
مرگی اور جنون کا ثمرات	128
ابن صیاد	130
غرانقة العلی	133
داعی اور دعوت کی جگہ	147
عظیم خبر	151
آندھی کا پرسکون ہونا	152
مولد النبی	153
رسول اور رسالت کے معجزات	155
اصحاب فیل (ہاتھی والے)	155
ذبیح کا فدیہ	161
حضرت آمنہ کا خواب	175
شق صدر کا واقعہ	181
اعلان نبوت سے پہلے ارہاصات	184
دین الحمس	188
ہراول دستہ میں چند افراد	190
راہب اور کاہن	192

Marfat.com

علماء اور راہبوں کی خبریں	194
کاہنوں کی خبریں	197
شق اور سطیح	203
بعثت کے بعد رسول اللہ کے معجزات	208
پانی کا نکلنا	213
کھانے کا زیادہ ہونا	215
حیوانات نباتات اور جمادات کا بولنا	216
درخت کا گفتگو کرنا	217
نبی کا معجزہ نبی کیلئے	219
چاند کا پھٹنا	223
اسراء کا واقعہ	229
رسول اللہ ﷺ کا بڑا معجزہ قرآن	251
اسلوب قرآن	270
سرور دو عالم ﷺ اور قرآن غیر مسلموں کی نظر میں	270
اسلوب قرآن کے متعلق اس کی گفتگو سنو	271
قرآن حکیم میں احکام شرعیہ	285
احکام شریعت	297
رسول اللہ ﷺ کا پیکر انسان	300
رسول اللہ ﷺ کے احوال سے شواہد	302
قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی شخصیت	302
دشمنوں کی گواہیاں	310
نبی کریم ﷺ کی زندگی میں عورت	319
مرد اور عورت	322
انسان نبی	324
حقیقت اور سایہ	325
نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات	337
حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا	337
حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	339
حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا	339
حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	344
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	345
حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا	345
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	346
حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	346
حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا	347
حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا	348
حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	348
حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا	348
جہاد کے داعی نبی	350
اسلام اور تلوار	354
اسلام میں جہاد	357
نبی رحمت ﷺ	389
نبوت	389
رسالت محمدیہ ﷺ	392
رحمت عامہ شاملہ	399
اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھنا	409
انسان کی زندگی کی حفاظت	409
مال کے متعلق احکام	411
لوگوں کے ساتھ معاملات	412
میاں بیوی	416
رحمت عامہ	418
قرآن میں انسان	432
خاتمہ و مفتح	442

Marfat.com

عرض حال

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں تدریس کے آغاز پر مجھے ایک سبق سیرت رسول عربی کا بھی دیا گیا مجوزہ کتاب نورالیقین تھی اس سبق کی تیاری کے لئے سیرت کی مختلف کتب پڑھنے کا موقع ملا ان کتابوں میں سے جن چند کتب سے زیادہ متاثر ہوا ان میں ایک عبدالکریم الخطیب کی تالیف تھی جس کتاب کا نام انتہائی خوبصورت ہے

النبی محمد

انسان الانسانیۃ و نبی الانبیاء

یعنی نبی تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، انسانیت کی پتلی اور انبیاء کے نبی اس کی مباحث کو پڑھا محسوس کیا کہ وہ لوگ جو علوم دینیہ سے آگاہی نہیں رکھتے اور مغربی مفکرین کی کسی تالیف کا انہوں نے مطالعہ کیا ہوا ہے ان کے لئے یہ مباحث بہترین تحفہ ثابت ہوں گی تو میں نے اس کا اردو ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ مرحلہ مکمل ہوا میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتا ہوں کہ اس کاوش کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مومنوں کیلئے نفع کا باعث بنائے۔ آمین

محمد بوستان
فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کام کو شروع کر کے میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے جبکہ کئی سالوں تک ایسی جرأت کرنے سے خوف زدہ رہا اور عملی قدم اٹھانے سے احتیاط برتتا رہا۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق گفتگو کرنا اگرچہ ہر لمحہ میرے نفس کا مطلوب اور ہر حال میں مرغوب رہی ہے تاہم اس میں رازداری سے کام لینا میرے دل کو زیادہ محبوب، میرے احساسات کیلئے زیادہ پسندیدہ اور میرے نفس کیلئے زیادہ راحت کا باعث رہا ہے کیونکہ میں نے عقل و دل کو سیرت نبویہ کے مأخذ و مصادر سے استفادہ کرنے کی وہاں تک آزادی دے رکھی تھی کہ جہاں تک یہ قادر رہے ہیں میں نے ان کو نہ کسی خاص منہج پر پابند کیا تھا نہ کسی خاص مورد پر موقوف کیا تھا بلکہ انہیں اجازت تھی کہ ہر گزرگاہ کو تلاش کریں ہر گھاٹی پر وارد ہوں اور ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتے رہیں جس طرح شہد کی مکھی ایک کلی سے دوسری کلی کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے۔

میں نہیں جانتا کہ وہ کون سا امر وقوع پذیر ہوا کہ جس کے باعث سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق میری مخفی بات چیت جو میرے اور میرے نفس کے درمیان جاری رہتی تھی اس مسموع اور مقروصورت کی طرف منتقل ہوگئی جسے قاری ایک کتاب کی صورت میں اپنے سامنے پاتا ہے۔ میں حد درجہ حرص رکھتا تھا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کا قاری اور سننے والا رہوں میں نے کبھی سوچا تک نہیں تھا کہ کسی روز اسے سنانے والا یا پڑھانے والا بنوں گا، میں اس مقام کی جلالت شان کو خوب جانتا ہوں اور ایسا کرنے والے کو جو احترام ووقار حاصل ہوتا ہے اس کا بھی مجھے اندازہ ہے ساتھ ہی ساتھ میں اس حقیقت سے بھی آگاہ ہوں جو سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حرمت ہے کیونکہ یہ کسی بھی طرح جائز نہیں کہ ہر عالم و جاہل اس میں گفتگو شروع کر دے اور بغیر کوئی تیاری یا بغیر تیاری کے اس کام کا آغاز کر دے۔

کیونکہ وہ آدمی جو سیرتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کچھ حصہ کو جانتا ہے اور اس کے دل میں آپ کی محبت موجود ہے اس پر قادر نہیں کہ وہ اپنے احساسات کو منتقل کر سکے اور نہ ہی وہ ان عظیم معانی کو جو اس پر نبوت کے جلال وعظمت کے فیضان ہو رہے ہیں کلمات مسموع ومقرو کی صورت میں تبدیل کر سکے اور اس کے دل میں محبت کے جو جذبات موجود ہیں انہیں سطروں کی ترتیب دے سکے جس سے صفحات سیاہ ہوں پھر وہ ان صفحات کو کتاب کی زینت بنا سکے۔

اگر یہ چیز ممکن ہوتی یا ایسا کر کے رضا اور قبولیت عامہ حاصل ہو جاتی تو ہر مسلمان اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے سیرت طیبہ کے متعلق ایک عجیب کتاب تصنیف کر دیتا اور یہ کتابیں ایک پہچان ہوتیں

Marfat.com

جو اپنے اندر ایک سچی محبت کو لئے ہوتیں جنہیں مسلمانوں کے سینے حضور ﷺ کی محبت کو سموئے ہوئے ہیں۔ لیکن سینوں میں جو کچھ پنہاں ہے وہ اور ہے اور کلمات جنہیں سمونے کی طاقت رکھتے ہیں وہ کچھ اور ہے، یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے جب معانی میں یہ بلندی اور کمال ہو اور احساسات میں سچائی اور گہرائی ہو جو بارگاہِ نبوت کا طواف کرنے والے اور اس کے انوار سے منور ہونے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ یہ کلمات اس جمال یا ان معانی سے جو حاصل کرتے ہیں ان کی مثال ایسے ہی ہے جیسے قلم سمندر سے جو حاصل کرے یا ہاتھ سورج کی شعاعوں کو روکے یا آنکھ اس کی روشنی کو اخذ کرے

جب تک میں اس کام سے خوفزدہ رہا اور مجھے رعب نے اپنی گرفت میں لئے رکھا یہ محض اس لئے تھا کہ میں اس کام کی عظمت اور اس میں وقوع پذیر ہونے والی لغزش سے آگاہ ہوں اس میں لغزش شہرت حاصل کر لیتی ہے زبانیں اور قلمیں حرکت میں آجاتی ہیں جس کے باعث طعن و تشنیع بڑھ جاتا ہے لغزش کرنے والے کی معذرت قبول نہیں کی جاتی اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اکثر لوگوں کے نزدیک اسے عظمت رسول ﷺ پر تجاوز کرنے پر محمول کیا جاتا ہے، کچھ لوگ حسن ظن رکھتے ہیں اور وہ خطا کو معاف کر دیتے ہیں تاہم خطا کرنے والے پر جہالت کی تہمت ضرور واقع ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ تو شدت کا رویہ اپناتے ہیں اور کفر والحاد کا قول کر دیتے ہیں۔

بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو اس معاملہ میں لغزش پر آگاہ ہوں تو اسے تسامح پر محمول کیا ہو اور اس کیلئے بخشش کا راستہ پایا ہو اور دونوں آنکھوں سے معاملہ کو دیکھا ہو حسنات وسیئات دونوں کو پیش نظر رکھا ہو، یہ مقام جس کی طرف میں اپنے نفس کو لے آیا تھا یا نفس مجھے لے آیا تھا میرا نفس کے ہاں عذر یہ تھا کہ میں نے اسے نصیحت کی اور اسے مہلت کی طرف دعوت دی اور طویل دنوں تک ٹال مٹول کرتا رہا اور اس کی لگام کو طویل زمانہ تک میں نے اس سے موڑے رکھا شاید یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی میرے اس انداز سے راضی ہو جائے جو مجھے پسند ہے وہ یہ کہ وہ اس میں تنہا زندگی گذارے اور سیرت سے ملاقات رکھے جبکہ کسی کو کان وکان خبر نہ ہو اس سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ میں نے اس کے ساتھ نرمی کی اسے میں نے ہر وادی میں سرگرداں رہنے کیلئے آزاد نہیں چھوڑا بلکہ ایسے راستہ کو اپنایا جو اسے سیرت کے راستہ کی طرف لے جانے والا تھا بلکہ اس کے سامنے عمدہ تیار شدہ زادِ راہ پیش کیا وہ یہ تھا کہ میرا نفس رسول اللہ ﷺ کے صحاب کرام اور خلفاء راشدین کے ساتھ میل جول رکھے خفیہ واعلانیہ تعلق رکھے اور ان کے متعلق جو چاہے لوگوں کے ساتھ بات چیت کرے۔

میں نے اپنے نفس کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دیں تاکہ وہ صحابہ رسول وخلفاء راشدین کی سیرتوں میں زندگی گزارے اور اس طریقہ کو اپنائے جسے وہ پسند کرتا ہے یعنی اسے پڑھا جائے یا سنا جائے۔ ابتدائی

Marfat.com

طور پر جو چیز میرے لئے ظاہر ہوئی وہ ایک کامیاب طریقہ ثابت ہوا کہ وقتاً فوقتاً جو خیالات میرے نفس میں وارد ہو رہے تھے کہ سیرت پر میری ایک کتاب ہونی چاہئے وہ سکون پا گئے اس نقطہ نظر پر میرے اور میرے نفس کے درمیان مصالحت ہوگئی اور میں نے قلم کو اس بات پر روک لیا کہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق کی سیرت پر ایک کتاب لکھوں۔

اسی اثناء میں میرے نفس نے میرے اوپر ایک عجیب رائے پیش کی وہ یہ تھی کہ پہلے خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت لکھوں۔

میں نے اس سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پہلے کیوں؟ کیا تیرا خیال ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت رکھتے ہیں؟ نفس نے جواب دیا کہ تجھے اس ظن سے کیا سروکار تو کیوں خلفاء رسول میں باہم فضیلت کی بحث میں پڑتا ہے؟۔ میں نے کہا کہ جو معاملہ میرے اور تیرے درمیان ہے کم از کم اسے کس پر محمول کیا جائے اس نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر اتفاق ہے وہ اس لائق ہے کہ یہ کتاب بن جائے جسے لوگ پڑھیں اور وہ حقائق جنہیں تم لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہو آپ کی ذات (حضرت عمر) میں قلم زیادہ تیز ہوگا اور اطاعت کا اظہار کرے گا جہاں تک سیدنا صدیق اکبر کی سیرت کا تعلق ہے تمہارے نزدیک وہ مکمل نہیں اور جس کا تم ارادہ کرتے ہو وہ تم تک نہیں پہنچا۔

مجھے خیال گذرا کہ یہ ایک مخلص نصیحت ہے اور امین کا مشورہ ہے،

میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت لکھنا شروع کی پس میں نے اسے لکھا اور لوگوں کے سامنے ایک کتاب کی صورت میں پیش کر دیا، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جب میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت کو مکمل کرنے والا تھا اور قریب تھا کہ ایک ہی جست سے کتاب کو اختتام تک پہنچا دوں کہ مجھے سیرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق پیدا ہوا اور میں نے اپنی تمام زندگی اس میں صرف کرنے کا ارادہ کیا اور لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کرلیا۔

میں اس خفیہ تدبیر کو پہچان چکا تھا جو میرے نفس نے اس وقت کی تھی اور اس تدبیر کا راز مجھ پر عیاں ہو گیا تھا جو اس نے میرے دل پر پیش کی تھی اور جس نے مجھے سیرتِ عمر شروع کرنے پر برانگیختہ کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت میرے لئے بہترین سبب بنی جس نے میرے لئے سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ کلام کرنے کا راستہ وا کر دیا وہ اس کے انوار میں عظمت وجلال کے پوشیدہ خزانوں کو مجھ پر کھول دیا۔

میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت میں نبوت کی خوشبو، مشک کی مہک اور خوشبو کی لپک پائی میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں عظمت انسانی اور بشری کمال پایا جو نبوت کے سائے میں پروان

Marfat.com

چڑھ رہا تھا اور نبوت کی مشک سے منور ہو رہا تھا۔

یہ چیز میرے لئے عظمت کے محل اور روشنی کے مصدر کی طرف متوجہ ہونے کا باعث بنی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اصحاب رسول اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت کی عظمت منکشف ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے انوار کے مطالع ظاہر ہوتے ہیں یہاں تک کہ انہیں اس مصدر کی طرف نہ لوٹایا جائے جس نے ان پر عظمت وجلال اور اشراف کا فیضان کیا ہے۔ بیشک رسول اللہ ﷺ کی سیرت بھی وہ روشن نور ہے جس میں نبوت کی خصوصیات کو دیکھا جاسکتا ہے اور ثمر طیب سے پاکیزہ باغات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جب میں نے اپنے نفس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر کتاب لکھنے اور اعلانیہ اس پر گفتگو کرنے سے معذرت پیش کی وجہ یہ تھی کہ اگر لوگ میری کسی کوتاہی پر آگاہ ہوں گے تو کون میری معذرت قبول کرے گا تو اس نے مجھے جواب دیا اس میں میرے لئے خالص نیت ہی کافی ہے اس کام سے میں نے پیاسے نفس کو سیراب کرنے کا ارادہ کیا ہے تاکہ وہ لوگوں کے درمیان اچھے ذکر اور پاکیزہ ترین سیرت کے ساتھ زندہ رہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰی

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر کسی کیلئے وہ کچھ ہے جو وہ نیت کرے"۔

میرے اس عمل کو اللہ قبول فرمائے اور اسے نبی کریم ﷺ، آپ کی آل واصحاب کیلئے جنہوں نے آپ کی ہدایت کی اتباع کی سب کیلئے صلاۃ وسلام بنا دے

ہزار ہا درود اور ہزار ہا عجز ونیاز   ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا......الخ

اللہ تعالیٰ نے مثال بیان فرمائی ہے

پاکیزہ کلمہ پاکیزہ درخت کی مانند ہے، اس کی جڑیں مضبوط ہیں اس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں وہ اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے ہر وقت دیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے مثال بیان فرماتا ہے تاکہ وہ حاصل نصیحت کریں۔

محمد   محمد   محمد

اے پاکیزہ اور مبارک کلمہ اے کلمہ کی آواز کے حسن وجلال اور اس کے لحن کی صفائی، جس کے کریم جوہر سے پاکیزہ کلمات بنتے ہیں۔ محمود، احمد، محمد مدح،

اے مبارک پاکیزہ کلمے کس الہام تدبیر اور کس انداز سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لخت جگر اور خاتم النبیین کیلئے تجھے بطور علم منتخب کیا۔ اے عظیم کلمہ کس الہام تدبیر اور انداز نے کئی قرون تک

Marfat.com

زندگی کے ضمیر میں محفوظ رکھا کسی منہ نے تجھے بولا نہ کسی بچے نے تجھے اپنایا (اپنا لباس بنایا)، جب آمنہ بنت وہب سلام اللہ علیہا نے اپنے یتیم بچے کو جنا اور اس کے روشن چہرے، مسکراتے ہونٹوں اور چمکدار پیشانی سے اپنی آنکھوں کو بھرا انہوں نے محسوس کیا کہ ایک اور بچہ ان کے سینہ سے نکلا جا رہا اور منہ کی طرف نقل کر رہا ہے جبکہ حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا کی زبان اور ہونٹ حرکت کر رہے ہیں اور الوداع کہنے والے کے نغمے گنگنا رہے ہیں محمد ﷺ، محمد ﷺ یہ میرا بچہ ہے یا وہ جس کا اسم محمد ﷺ ہے میں امید کرتی ہوں کہ اس کی تعریف کی جائے گی۔

محمد ﷺ، پاکیزہ مبارک کلمہ ہے محمد نبی امی ہیں آپ کو آسمان کے مالک نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے محمد ایسا کلمہ ہے جو کلام کا سردار ہے محمد ﷺ ایک انسان ہیں جو لوگوں کے سردار ہیں۔

دو عظیم چیزیں آپس میں مل رہی ہیں۔

ذات کلمہ

مسمی اسم

تاریخ، زندگی کے معجزہ کی گواہی دے رہی ہے یہ ہمیشہ رہنے والا معجزہ ہے جو کلام سے پیدا ہوا اور زبانوں پر جاری ہوا، تحقیق اس کلمہ سے حکمت کے چشمے پھوٹے بلاغت و فصاحت کی علامات ظہور پذیر ہوئیں بڑے بڑے بلیغ اس کے سامنے خاموش ہو گئے اور فصحاء اس کی فصاحت کے مقابلہ میں گونگے بن گئے انسان کی زندگی میں پہلی دفعہ ایک کلمہ آیت بنا اور یہ آیت ہمیشہ رہنے والا معجزہ بنی جو لوگوں کو رہتی دنیا تک چیلنج کرتا رہے گا۔

رسل کی زندگی میں پہلی دفعہ ایک رسول کا معجزہ اس کے منہ میں ایسے کلمات کی صورت میں نمودار ہوا جو اس کی زبان پر جاری ہو جس کے سامنے چہرے جھک گئے اور زبانیں گنگ ہو گئیں۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَیٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۱۳ (ہود)

''کیا وہ کہتے ہیں اس نے جھوٹ بولا ہے کہ اس کی مثل دس سورتیں گھڑی ہوئی لے آ اللہ کے سوا اس کو بلا لو جس کو بلانے کی طاقت رکھتے ہو اگر تم سچے ہو''۔

محمد ﷺ، اے مبارک پاکیزہ کلمہ آپ کا حصہ کتنا ہی وافر ہوا، تو ہمیشہ ایک مسلمان کے دل اور زبان میں آباد رہا۔

آپ نے جس دن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تولد فرمایا جبکہ آپ ایسا نور ہیں جس نے تاریکیوں کو دور کر دیا ایسی ہدایت ہیں جس نے گمراہی کو بھگا دیا اور ایسا حق ہیں جس نے باطل کا قلع

Marfat.com

قمع کر دیا جبکہ آپ سراپا رحمت ہیں ہر اس دل کیلئے جس نے تجھے اپنے ہاں جگہ دی یا زبان نے تیرے ذکر کیلئے حرکت کی۔

جس دن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاں آپ نے تولد فرمایا۔ اے کلمہ! تو متاثر کرنے والا اور ہر طرف پھیلنے والا کلمہ ہو گیا۔ اے پاکیزہ و مبارک کلمے اس دن سے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس عظیم فضل کے ساتھ خاص کر دیا اور تیرے ذکر کو عبادت، صلوٰۃ، دعا بنا دیا۔ اے پاکیزہ و مبارک کلمے اللہ تعالیٰ نے تیرے اوپر جو فضل عظیم فرمایا ہے انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ تجھے اور اپنے نام کو ملا دیا اور ایمان کو اس طرح بنا دیا کہ وہ مکمل نہیں ہوتا مگر تیرا اس میں حصہ اور ذکر ہوتا ہے۔ شریعت اسلامیہ میں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر درود اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل اور گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی رسالت کی شہادت ارکان اسلام کا ایک رکن ہے اسلام اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتا اور نہ اس کے بغیر قبول ہوتا ہے، ہر اذان میں آپ کے اسم پاک کو دہرایا جاتا ہے اور ہر نماز کے آغاز میں حضور کے نام کو ذکر کیا جاتا ہے اور اس طرح نماز کے اختتام پر آپ کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ کم از کم فرض نمازوں میں بیس دفعہ آپ کے نام کا ذکر کرے جہاں تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود کا معاملہ ہے ایک مسلمان کے نزدیک اس کی کوئی حد نہیں اس میں زیادتی بھلائی میں زیادتی ہے اور رحمت و رضوان میں اضافہ کا باعث ہے۔ بے شک جو کلمہ بھی لوگوں میں ایک زمانہ تک رہا ہے خواہ وہ زمانہ طویل ہو یا مختصر لیکن لوگوں کے ساتھ ایک لازمی زندگی کی طرح نہیں رہا اور ہر وقت اس کی طرف رجوع نہیں رہا بلکہ وہ ایک دور تک گردش کناں رہا اور پھر اس کا دورانیہ ختم ہو گیا اور کوئی اور کلمہ اسے پیچھے چھوڑ گیا۔ اسی طرح تیرے ارد گرد کلمات جنم لیتے رہے اور ناپید ہوتے رہے۔ ان کی حالت و شان وہی رہی جو زندہ کائنات یعنی انسان، حیوان، نباتات کی شان رہی جہاں تک اسم "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا تعلق ہے تحقیق یہ زندہ رہا اور تا قیامت لوگوں میں زندہ رہے گا بیشک یہ ہر روز نئی زبانوں کو دریافت کرتا ہے جو اس کا ورد کرتی ہیں اور ہر وقت نئے اہل و انصار کا استقبال کرتا ہے جو اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور اس کے جھنڈے کے نیچے مجتمع ہوتے ہیں۔

بے شک یہ مبارک طیب کلمہ ہے جو اللہ کے حکم سے ہر لمحہ پھل عطا کرتا ہے، اللہ پر ایمان رکھنے والا جو بھی اس کلمہ کو اپنی زبان پر لایا اللہ تعالیٰ نے ملأ اعلیٰ میں اس کے ذکر کو بلند کر دیا اور میزان خیر میں اس کے خیر کو بڑھا دیا۔

یہ اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی حصہ ہیں جو ابن عبداللہ کی طرف منسوب ہیں ولید یتیم نبی امی اور رسول رب

Marfat.com

العالمین۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ ذات ہے جسے مکہ نے ایک بچہ کی حیثیت سے پہچانا اور صحراء نے رضیع کی حیثیت سے جانا پھر مکہ نے اس کا استقبال نوجوان کی حیثیت سے کیا اور نبی و مرسل کی حیثیت سے دیکھا جو اپنے منہ میں حق کی دعوت لئے ہوئے ہے جو لوگوں میں ان کلمات کے ساتھ اعلان کر رہا ہے، ''اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ'' اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اسی مکہ نے اس کی قوم کو دیکھا جوان کے ساتھ برا سلوک کر رہی ہے اور آپ کو دیکھا کہ ان تمام حالات میں صبر جمیل کا مظاہرہ کر رہی ہے اکتاہٹ کا مظاہرہ کرتی ہے نہ دل کی تنگی کا اگرچہ زمین و آسمان تنگ پڑ جائیں پھر انہیں غم و اندوہ میں مبتلا مدینہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے بھی دیکھا اس حال میں کہ پیغام حق کو ساتھ لئے جا رہے ہیں اور جزیرۂ عرب کے نئے اُفق پر طلوع کر رہے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ انسان ہیں جسے زندگی نے پہچانا اور لوگوں نے بھی پہچانا میں ایسا کلمہ نہیں پاتا جو میرے ان احساسات کا متحمل ہو جو میرے اندر اس ہستی کیلئے موجزن ہیں وہ انسان ہے جسے خالق کے ارادہ نے تمام مخلوقات کی طرف ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا۔

ایک اعرابی وسیع و عریض صحراء میں تہ بہ تہ تاریکیوں میں گم ہے اور اس کی آنکھوں سے راستے اوجھل ہو چکے ہیں وہ حیرت و استعجاب میں گرفتار ایک جگہ رکا ہوا ہے وہ یہ تک نہیں جانتا کہ اس کا منہ کس طرف ہے کہ اچانک چاند طلوع ہوتا ہے وہ اپنے روشن چہرہ سے صحراء کو نور سے بھر دیتا ہے اور کائنات کو نرم نرم روشنی کی خلعت پہنا دیتا ہے۔ اعرابی چاند کی طرف دیکھتا ہے مسرت نے اس کے انگ انگ کو بھر دیا ہے تعجب اس پر غالب آچکا ہے کلمات اس کی زبان پر رُک چکے ہیں وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، بے شک وہ پسند کرتا ہے کاش چاند اس کے قریب ہوتا تو وہ اسے اپنے سینے سے لگا لیتا اپنے بازؤوں میں سمو لیتا اور اس کے بوسے لیتا۔ مگر چاند تو اس کی دسترس سے باہر ہے اب وہ مجبور ہے کہ اپنے ان احساسات کو طاقت کے مطابق بیان کرے۔ وہ چاند کی طرف نئے سرے سے متوجہ ہوتا ہے اور اس کی موجزن شعاعوں سے اپنی آنکھوں کو بھرتا ہے تو اس کے ہونٹ بعض کلمات ادا کرتے ہوئے حرکت کرنے لگتے ہیں یہی حقیقت میں اس کے دلی جذبات ہیں یہ پرندے کی چہچہاہٹ یا شاعر کے قصیدہ کے قریب ہیں۔

میں تیرے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں، کیا یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ تیرے جمال میں اضافہ کرے کیا اس جمال سے بڑھ کر جمال ہے؟ کیا یہ کہوں کہ اللہ تعالیٰ تیرے مرتبہ میں بلندی عطا کرے وہ کیونکر کیا آسمان سے بڑھ کر بھی کوئی مرتبہ ہے؟ پھر اعرابی گہری خاموشی میں گم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اس اعرابی کا نقطۂ نظر جس نے چاند کو اس حالت میں پایا اس آدمی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جو رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے آگاہی حاصل کرتا ہے، آپ کے پیغامات کو پڑھتا ہے آپ کی دعوت میں غور کرتا ہے، اس کی اتباع کرتا ہے، نیز زندگی کے آثار میں لوگوں کے درمیان بھی زمانہ در زمانہ آج تک اور آج کے بعد اس کی پیروی کرتا رہے۔

بے شک وہ انسان جو رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں منصف اور غور وفکر کرنے والے انسان کی حیثیت سے آگاہی حاصل کرتا ہے وہ تسلیم کرتا ہے کہ کائنات کی روشن ترین چیز موجود ہے زندگی نے پہلے اس کی مثال دیکھی ہے نہ کبھی کسی آنکھ نے اس کا نظارہ کیا ہے جبکہ وہ ہر وقت کائنات کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔

آپ بھی ایک انسان ہیں تمام انسانوں کی طرح والدین سے پیدا ہوئے اس سے بڑھ کر بعض لوگوں کی طرح ملک وغنا کی وراثت بھی نہیں پائی جسے اپنے سامنے پایا وہ یتیم وفقیر تھا جب سے آنکھ کھولی بلکہ اس سے بھی پہلے۔ یہی وہ یتیم وفقیر بچہ ہے تو ان کے بارے کیا گمان کرسکتا ہے، اور کیا اندازہ لگا سکتا ہے اگر دنیا اپنے انداز پر گردش کرتی تو دوسرے یتامیٰ وفقراء کی طرح کسی جنگل یا صحرا میں یہ بھی ضائع ہو چکے ہوتے۔

اگر اس بچے کے بارے میں حسن ظن بھی رکھیں کہ زمانے نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو زیادہ سے زیادہ ہم یہی تصور کرسکتے ہیں کہ یہ بھی قریش کے نوجوانوں میں سے ایک جوان ہوتا جو اپنے شب و روز شراب کی مجلس، جوا کھیلنے، عورت کے محاسن بیان کرنے، لونڈیوں کے ساتھ میل جول رکھنے میں صرف کر رہا ہوتا پھر بڑھاپے میں بھی یہ قریشی شیوخ میں سے ایک ہوتا جو ندوہ میں بیٹھتے وہاں جو اچھی یا بری گفتگو ہوتی وہ سنتے پھر زمانہ ان کا قصہ تمام کر دیتا جس طرح اس نے دوسرے قریش کے سرداروں کا قصہ تمام کر دیا۔

لیکن اس یتیم وفقیر سے جو کچھ صادر ہوا وہ بالکل مختلف ہے جو کسی کے وہم وگمان میں نہیں آسکتا اور نہ کسی کے دل میں اس کا گذر ہوا۔

اس یتیم وفقیر کے لئے زندگی کی روش بدل نہیں گئی تھی ہر چیز مقرر انداز پر چل رہی تھی کوئی اچانک دولت نہیں آن پڑی تھی جس کی وجہ سے ان کی حالت بدل گئی ہو قریش کے اندر بھی کوئی تغیر واقع نہیں ہو گیا تھا جو قریش کے ہاں خیر وشر، بامقصد و بے مقصد، ہدایت وگمراہی کا معیار قائم کرتا۔ صحراء کی حالت بدل نہیں گئی تھی اور نہ اس کی خشک سالی میں تغیر ہوا تھا اور موسم کی سردی اور موسم گرما کی بادِ سموم بدل نہیں گئی تھی۔

Marfat.com

ہر چیز اپنے مروج انداز پر چل رہی تھی جس طرح پہلے تھی یتیم اپنے یتم وفقر کی حالت پر تھے اور قریش اپنے ہوش وحواس میں تھے اور زندگی دن اور رات میں اپنی نہج پر چل رہی تھی۔

زندگی رواں دواں تھی لوگ اس کے دوش بدوش چل رہے تھے گویا کوئی نئی چیز ان کے ہاں داخل ہی نہیں ہوئی تھی ممکن ہے جو ان کی زندگی کے انداز کو بدل ڈالے لوگوں کے رویوں کو تبدیل کرے اور ان کے معیار میں تغیر پیدا کر دے جبکہ یہ یتیم بڑی نرمی اور ٹھہراؤ سے اپنی زندگی گذار رہا ہے وہ اس وقت بھی سچ بولتا ہے جب لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ امانتیں واپس کرتا ہے جب لوگ خیانتیں کرتے ہیں وہ شراب سے دور رہتا ہے جبکہ نوجوان بوڑھے سب اس پر مرمٹتے ہیں وہ لہو ولعب سے دور بھاگتا ہے جبکہ چھوٹے بڑے اس کے زبردست حریص ہیں وہ بتوں کی حقارت بیان کرتا ہے اور اس سے اعراض کرتا ہے جبکہ پوری قوم اس کے سامنے جھکی جا رہی ہے اور صبح وشام ان کی طرف بھاگی جا رہی ہے،

یہ تمام اچھے شمائل اور معزز صفات ان کی زندگی میں بڑی نرمی سے رواں دواں ہیں لوگوں میں شور و شغب پیدا کرتی ہیں نہ ہی اضطراب کیونکہ یہ سب چیزیں فطرۃً صادر ہو رہی ہیں ان میں کوئی تکلف نہیں اور فطرتِ سلیمہ سے صادر ہو رہی ہیں نہ کہ ان میں کوئی دکھاوا ہے۔

حضور کی ذات میں ان صفات کے موجود ہونے کے بارے میں لوگوں میں احساس پیدا ہوتا ہے اور یقین کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے کیونکہ یہ احساس ان میں بڑی نرمی سے واقع ہوا لمحہ بہ لمحہ اور حال بحال داخل ہوا یہاں تک کہ وہ پختہ ہو گیا جس طرح پاکیزہ پھل میں ذائقہ مٹھاس اور اچھی خوشبو پکی ہوئی کلی میں پک جاتی ہے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق اور امین ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک دامن اور ہر بری خصلت سے بچنے والے ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دانشمند اور ہدایت یافتہ ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیک سیرت اور رحیم ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زاہد و عابد ہیں

یہ وہ کچھ خصلتیں ہیں جن سے لوگ واقف تھے یہ بچپنے کے بعد اور جوانی کے ابتدائی ایام میں تھیں جبکہ ابھی آپ سن رجولیت کو نہیں پہنچے تھے اور آسمانی دعوت کو آپ نے نہیں پایا تھا اور لوگوں میں یہ اعلان نہیں کیا تھا کہ میں تمہارے لئے رسول امین ہوں۔

تحقیق لوگوں نے سوال کیا اور اب بھی سوال کرتے ہیں کہ اس یتیم وفقیر کو یہ اعلیٰ ادب کہاں سے

Marfat.com

حاصل ہوا یہ مجتمع اخلاق اس رفیع معیار پر کس طرح واقع ہوئے۔

کبھی کبھی انسان کیلئے ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ مختصر سے زمانہ کیلئے خلق عظیم پر استقامت کا مظاہرہ کرے لیکن یہ بات بعید از قیاس ہوتی ہے کہ وہ پوری عمر اس بلند معیار پر قائم رہے کسی ہستی کی طرف جھکاؤ نہ کرے۔

یہ بات بھی بہت مشکل ہے کہ ایک انسان دو یا دو سے زیادہ صفات فاضلہ کو اس معیار پر جمع کرے اور یہ تو اس سے بڑھ کر بھی ناممکن ہے کہ وہ تمام صفات فاضلہ کو اس قوت واستقامت کے ساتھ اپنے اندر جمع کرلے اور اس میں سے کسی قسم کی جھول اور انقطاع واقع نہ ہو۔

اس یتیم وفقیر کیلئے کیسے ممکن تھا کہ وہ اپنی اس انداز میں تربیت کرے کہ جیسی اس کی قوم میں کسی نے بھی حاصل نہیں کی اور اس یتیم وفقیر کے لئے کیسے ممکن تھا کہ وہ ان تمام فضائل کو تمام اوقات وتمام احوال میں اس قوت واستقامت کے ساتھ جامع ہو۔

یہ ایسے سوالات تھے جن کے جوابات کا لوگ کئی سالوں سے انتظار کر رہے تھے جب کبھی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ کے پاس بیٹھے آپ کی گفتگو کو سنا یہاں تک کہ آسمان سے خبریں آنے لگیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نبی ہیں جو لوگوں کی طرف ہدایت کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں اور انہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے تو وہ آگاہ ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور آسمان کے درمیان میں جو تعلق ہے یہی ان صفات کا صلہ ہے جن پر آپ کی ذات مشتمل ہے انہیں اخلاق عالیہ کی وجہ سے آپ یکتا ہوئے اور لوگوں نے اس احساس جو اس دعوت کی وجہ سے آیا تھا کہ آپ رب العالمین کے رسول ہیں کی بنا پر آپ کی ذات میں غور وفکر کرنا شروع کر دیا۔

لوگ اس دن دو حصوں میں منقسم ہو گئے کچھ لوگ تصدیق کرنے والے تھے اور کچھ جھٹلانے والے جس دن سے آپ نے نبوت کی چادر زیب تن کی اور لوگوں پر اس پیغام حق کے ساتھ ظاہر ہوئے تو لوگ ایمان لائے اور تصدیق کی ان صفات نے آپ کی قدر ومنزلت کو ان کی آنکھوں میں اضافہ کر دیا ان کیلئے یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وہ ذات ہے جو لوگوں میں تو اپنے جسم کے ساتھ موجود رہتی ہے اور جس کی روح ملأ اعلی میں موجود ہوتی ہے یہ وہ انسان ہیں جنہوں نے زمین وآسمان، انسانوں اور فرشتوں میں ہر خالی جگہ کو بھر دیا ہے۔ مگر وہ لوگ جنہیں گناہوں نے اپنی گرفت میں لے لیا اور کینہ نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور حسد نے جن کی بصیرت کو پامال کر دیا انہوں نے اس چیز کو حقیقت کے خلاف جانا کہ قریش کے سرداروں میں سے صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کیلئے یہ عظیم شان مقدر ہو پس وہ آپ پر کہانت وسحر کا الزام لگانے لگے اور وہ روحانی قوت جس پر آپ کی ذات مشتمل تھی

Marfat.com

اور جس نے لوگوں کے دلوں کو ہیبت سے بھر دیا تھا اسے سحر و کہانت کی طرف منسوب کرتے، آسمان کی قوت اور رحمٰن کی رحمت کی طرف منسوب نہ کرتے وہ اس بات کی طاقت نہیں رکھتے تھے کہ وہ اس امر واقع کا انکار کریں جس کی شہادت تمام زندگی دے چکی ہے وہ یہ کہ حضور کی ذات ان جیسی نہیں وہ لوگوں میں یکتا انسان ہیں لیکن اس کے باوجود وہ اس بات سے انکاری تھے کہ آپ ان پر فوقیت دیے گئے ہیں اور ان سے یکتا ہیں اور اس سے بھی انکاری تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کیلئے اس فضیلت کا اقرار کریں جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے وہ یہ انعام تھا کہ آپ کو تمام لوگوں کے لئے ہدایت و دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تربیت کے معاملہ میں بے شک یہ اہل سماء کی تدبیر تھی لیکن لوگ آسمان کے معاملہ اور اس کی تدبیر کے بارے میں کیسے جانتے یہ معاملہ کوئی اعلانیہ تھوڑے ہی تھا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود اس بارے میں آگاہ نہ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنے انتخاب کے بارے میں آگاہ کر دیا جب حضرت جبرئیل امین غارِ حرا میں آسمان کی پہلی خبر لے کر حاضر ہوئے اس وقت آپ کی عمر چالیس سال ہو چکی تھی اس وقت آپ اس حقیقت سے آگاہ ہوئے کہ انکے درمیان اور آسمان کے درمیان کوئی تعلق ہے اور یہ امر آپ کو بھلائی کی طرف لے جانے والا ہے۔

آسمان سے اتصال کی خبر سے پہلے آپ اپنے متعلق اتنا ہی جانتے تھے کہ آپ بھی اپنی قوم کے ایک فرد ہیں اور زمان و مکان میں آپ کا مرجع بھی وہی ہے جو ان کا تھا وہ اس کی کچھ طاقت نہیں رکھتے کہ اپنی قوم میں کچھ تبدیلی پیدا کر دیں حالانکہ وہ آثار نمایاں تھے کہ آپ ان کی زندگی کے طور اطوار کو نا پسند کرتے تھے اور اپنے آپ کو ان ناپسندیدہ چیزوں سے دور رکھا ہوا تھا۔ ان کریم اخلاق کے ساتھ اور اس پاکیزہ سیرت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی قوم اور اہل میں زندہ رہے۔

انہیں اخلاقِ عظیمہ اور سیرتِ طیبہ کی وجہ سے لوگوں نے آپ سے محبت کی اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے چاہا۔ آپ جہاں بھی ہوتے لوگوں کی آنکھیں اپنے آپ کو بھرنے کیلئے آپ کی طرف اٹھتیں جہاں وہ اس انسان میں راحت و رضا کو پاتیں جو لوگوں میں یوں زندگی بسر کر رہا ہے جیسے جھلسا دینے والی گرمی میں عمدہ خوشبو ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بعثت سے قبل اپنی عمر کے چالیس سال گذارے جس میں جھوٹ کا وقوع نہیں اور نہ ہی عیب لگانے والی چیز سے تعلق ہوا اور نہ ہی زبان نے کبھی غلط کلمہ نکالا۔

اس طرح بعثت سے قبل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی تمام زندگی گذار دی آپ کے درمیان اور لوگوں کے درمیان کوئی شر و فساد واقع نہ ہوا آپ کے درمیان اور لوگوں کے درمیان کوئی دشمنی واقع نہ ہوئی جبکہ

Marfat.com

لوگوں کے درمیان ہمہ وقت شر وفساد واقع ہوتا رہتا تھا اور ایسے امور واقع ہوتے رہتے تھے جو جنگ وجدل کا باعث بنتے تھے۔

سبحان اللہ!

ایک انسان جو ایسی جگہوں پر زندگی بسر کر رہا ہو جہاں کے رہنے والے ایک دوسرے کی طرف شر وفساد کے انگارے پھینکتے رہتے ہوں جس سے دشمنی کی آگ بھڑک سکتی ہو اور لوگوں کے درمیان جو قربت اور محبت کے رشتے ہیں انہیں جلا دیتے ہوں تو وہ کیسے محفوظ رہ سکتا ہے۔

وہ زندگی جو عرب گذار رہے تھے اس میں غالب رنگ خونریزی کا تھا جو تلواروں کی دھاروں اور نیزے کی انیوں پر جاری رہتا تھا اور اس جنگ میں کوئی انسان طاقت ہی نہیں رکھتا تھا کہ وہ اس فساد سے دن اور رات کے کسی لمحہ میں بچ سکے یا حادثات کے واقع ہونے سے محفوظ رہ سکے۔ پوری کی پوری قوم اپنے آپ سے بے نیاز ہو چکی تھی اور سب نے جنگ کیلئے پختہ عزم کر لیا تھا اور سب قوت کی دلیل پر ایمان لا چکے تھے انہوں نے اپنے وجود اور وجوہ کو اسی دلیل کے سامنے جھکا دیا تھا جو خود بھیڑیا نہیں تھا بھیڑیے اسے کھا جاتے تھے۔ جنگ اس طرح ہر افق سے لوگوں پر نمایاں اور منڈلا رہی ہوتی تھی اس صورتحال پر قرآن کی شہادت سب سے سچی شہادت ہے جب اللہ تعالیٰ نے عربوں کو اس نعمت سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو اسلام ان کے لئے لایا اور اس نے لوگوں سے خوف کے لباس کو اتار پھینکا اور انہیں سلامتی اور امن کی خلعت پہنا دی ''یاد کرو اس نعمت کو جو تم پر کی گئی جب تم دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے تم آگ کے گڑھے میں گرنے والے تھے پس اس نے تمہیں بچالیا'' (آل عمران)۔

ہاں ہاں ایک انسان کیسے اپنے آپ کو شر سے بچا سکتا ہے جس نے اسے ہر طرف سے گھیر رکھا ہو وہ مقامات جو شر میں غرق ہوں ایک انسان کیلئے کافی نہیں ہوتا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو لوگوں سے روکے رکھے تاکہ وہ ان سے محفوظ رہے کیونکہ اکثر طور پر سلیم الفطرت لوگوں کو بیہودہ لوگوں کی طرف سے تمسخر کا سامنا کرنا پڑتا ہے جنکے نزدیک اخلاق کریمہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور نہ وہ ایسے اصحاب کی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اکثر طور پر حلم واحسان سفہاء کو زیادتی وسفاہت پر برانگیختہ کرتا ہے کیونکہ گمان یہی کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے اس انداز کو اپنی برائی کی وجہ سے اپنایا ہے یا بزدلی وعاجزی کیوجہ سے دونوں صورتوں میں یہ انداز سفہاء کو اصحاب استقامت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کا موقع فراہم کرتا ہے اور ان کیلئے وہی راہیں کھولتا ہے جو انہیں اصحاب عزیمت سے کچھ حصہ لینے کا موقع فراہم رہیں تاکہ وہ عظیم لوگ بھی ان کے ساتھ گناہ گمراہی میں داخل ہو جائیں جس طرح وہ داخل ہوئے تاکہ پورے معاشرے میں کوئی بھی

Marfat.com

ان کی سفاہت وضلالت کی گواہی نہ دے اور نہ یہ گواہی دے کہ وہ سفہ وضلال سے دور ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ اپنی قوم کے ساتھ عجیب وغریب ہے کہ آپ ظاہری طور پر ان لوگوں کے ساتھ رہے جبکہ قلب وروحانی طور پر بالکل الگ تھلگ رہے اس کے باوجود جانے انجانے سے بھی کوئی ایسا امر ظاہر نہیں ہوا جو ان میں شر کو برانگیختہ کرے عداوت کو بھڑکا دے یا قطع تعلق کا باعث ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس احساس کے ساتھ جس میں آپ اپنی قوم میں زندگی بسر کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش میں ایک امتیازی شان حاصل کی عقلاء نے آپ کو عقل وکمال کی وجہ سے پسند کیا سفہاء آپ کے حلم کے جلال کمال عقل اور عظمت نفس سے ہیبت زدہ رہے انہوں نے کوئی خفیہ تدبیر نہ کی آپ کی راہ میں کوئی روڑہ نہ اٹکایا۔ اس حال میں تعجب اٹھ جاتا ہے اور وہ مالوف امر کی صورت اختیار کرتا ہے، زندگی کے فلسفہ کے ساتھ واقع ہوتا ہے اور امور اس میں جاری ہوتے ہیں جب ہم نے اس حقیقت کو جان لیا کہ وہ اخلاقِ کریمہ اور صفاتِ نبیلہ جن سے آپ کی ذات آراستہ ہے یہ کوئی مانگا ہوا لباس نہیں نہ ہی ردی زیورات ہیں بلکہ یہ تو آپ کی فطرت کا حصہ ہیں پس یہ آپ کی ذاتی پہچان بن گئے جس طرح آپ کے چہرے کا حسن اور جسد اطہر کی رنگت آپ کی پہچان ہے وہ مضبوط تعلق جو ان صفات اور ان سے آراستہ ذات کے درمیان ہے صاحب فراست کیلئے کمال وتمام میں ایک یکتا چیز ظاہر ہوتی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے علاوہ کسی اور میں دکھائی نہیں دیتی اور نہ ہی کوئی اس کی وفا کی قدرت رکھتا ہے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو صفاتِ عالیہ میں جس مقام پر دیکھتا تھا وہ اسے عجیب چیز خیال نہیں کرتا بلکہ اسے کامل انسان خیال کرتا ہے جسے خلق کریم نے مزین کیا ہے. جس طرح روشن چہرہ انسان کو مزین کرتا ہے۔

جن لوگوں کو زمانہ نے یہ سعادت بخشی کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کریں وہ بیان کرتے ہیں کہ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو کامل طور پر متوجہ ہوتے اور جب چلتے تو آگے جھکے ہوئے دکھائی دیتے وہ تو جسم واحد تھے وہ کوئی پھٹے ہوئی چیتھڑے نہ تھے جسے جسم جمع کرنے والا ہوتا ہے اور چمڑہ جس پر مشتمل ہوتا ہے. جس طرح اکثر لوگوں میں دیکھا جاتا ہے اور جب متوجہ ہوتے تو کامل طور پر متوجہ ہوتے۔

یہ مناسب طبیعت ہے جو جسم کے اعضاء کے درمیان ترکیب پاتی ہے جس طرح موسیقی کے نغمے آلات سے جنم لیتے ہیں۔ اسی طرح کمال کی صفات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان تھی جن پر آپ کی ذات مشتمل ہوتی تھی بے شک یہ صفت واحدہ کے زیادہ مشابہ ہے جو حق، عدل، احسان میں باہم اعتماد کرتے ہوئے ایک دوسرے سے مفاہمت کرتے ہوئے کام کرتی ہے۔

یہی آپ کی ذات اور صفات کا معاملہ ہے آپ کی صفات ایسی چیز نہیں جو اس پر داخل کی گئی ہوں

Marfat.com

بلکہ یہ صفات تو آپ کی ذات کا حصہ ہیں یہ تو اس اعلیٰ مقام پر ہیں جن سے ان لوگوں کی آرزوئیں منقطع ہو جاتی ہیں جو ان کا مقابلہ کرنے کی طمع کرتے ہیں وران کی خواہشات ان جیسا ہونے کی خواہش کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کے حسد کے اسباب سکون پا گئے اور عداوت و بغضاء کے اسباب منقطع ہو گئے کیونکہ لوگ جن سے مایوس ہو چکے ان سے نہ حسد کرتے ہیں اور نہ ہی ان سے بغض رکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسمان کی دعوت پاتے ہیں کہ وہ لوگوں کی طرف اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغامات کو ان کی طرف لانے والے ہیں۔ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رب کے حکم سے اپنی قوم میں اعلان کرتے ہی ہیں کہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں کہ حقد وحسد کی ہانڈیاں جوش مارنے لگتی ہیں اور کثیر سینے پھٹنا شروع ہو جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف تکلیف دہ امر کو پھینکا جانے لگتا ہے۔ کون سا امر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نیا واقع ہوا تھا اور کون سی بات تھی جس کو قوم نے پہلے آپ میں نہیں دیکھا تھا وہ تو صادق تھے کسی نے آپ کو جھٹلایا نہیں تھا وہ امین تھے کسی نے خیانت کی تہمت نہیں لگائی تھی وہ تو پاکیزہ تھے کبھی گناہ نہ کیا تھا وہ تو ہدایت یافتہ تھے کبھی غلط کام نہ کیا تھا وہ ہمیشہ بامقصد بات کیا کرتے تھے کبھی بے مقصد بات نہ کی تھی آپ ہمیشہ استقامت کا مظاہرہ کرنے والے تھے کبھی صحیح راہ سے انحراف نہ کیا تھا پس وہ کون سی ایسی نئی چیز تھی کہ جو ظاہر ہوئی تھی۔

کیا محض یہ کہ ایک ذات فترۃ وحی کے دور میں تشریف لائی ہے جو انہیں ہدایت کی طرف دعوت دیتی ہے انہیں ظلمات سے نور کی طرف بلاتی ہے مگر لوگ ان کا اس ماضی کا انکار کر رہے ہیں جو ان کے درمیان گذرا ہے اور اس کے موجودہ کردار کو تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں یہ سب کچھ اس لئے کر رہے ہیں کہ رسول ایک انسان ہے جو اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان سفارت کا کام کر رہا ہے دل کینہ سے بھر جاتے ہیں اور نفوس حسد کی وجہ سے بھرے ہوئے ہیں۔

قوم نے اس امر کو عجیب جانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات زمین آسمان والوں کی نمائندہ اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان سفیر ہو۔

کیا دنیا جاہ وجلال والے لوگوں سے خالی ہو چکی تھی کہ آسمان والوں نے اس یتیم وفقیر کے علاوہ کوئی نمائندہ نہ پایا جسے لوگوں کیلئے اپنا سفیر بنائیں اور جہاں والوں کیلئے احکام لے جانے والا بنائیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات میں جو صفات کمال پہچانی تھیں انہیں اس منصب کے مناسب نہیں جانا کیونکہ ان کے پیش نظر مادی زندگی کا ہی تصور تھا اور لوگوں کی قدر ومنزلت اسی معیار پر جانتے تھے اور انہوں نے کہا اس قرآن کو دونوں بستیوں کے عظیم آدمی پر کیوں نہیں نازل نہیں کیا گیا تھا کیا وہ رب کی رحمتوں کو تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے دنیاوی زندگی میں ان کی معیشت کو تقسیم کر دیا ہے اور بعض کو بعض پر

Marfat.com

درجات میں بلند کردیا ہے تاکہ بعض بعض کو حقیر جانیں اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جس کو وہ جمع کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریش کا ایک فرد تصور کرو کیونکہ یہ کمالات ان کو بنی نوع انسان میں سے خارج نہیں کرتے مگر یہ تو بتاؤ کہ ایک بشر کیلئے کیسے ممکن ہے کہ وہ آسمان تک جا پہنچے اور اس تک پہنچنے کا طریقہ پائے وہ پیغام لے اور آگے لوگوں کو پہنچا دے یہ اگر ایسا ہے تو واقع ہوتا پس زمین کا اندرونی حصہ اس کی پشت ہوتا۔ لوگ ایمان لانے سے نہ رکے جبکہ ان کے پاس ہدایت آچکی تھی مگر یہ کہ انہوں نے کہا کیا اللہ نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے کہا کیوں نہیں انکی طرف فرشتہ نازل کیا گیا پس وہ ان کے ساتھ بطور نذیر ہوتا۔

کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں حقیقت سے بہت دور حقیقت سے بہت دور۔ بے شک آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اللہ جانتا ہے بیشک آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پس اس کا اعلان کیجئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور مشرکوں سے اعراض کیجئے اے کملی اوڑھنے والے اٹھیں پس ڈرائیں اور اپنے رب کی کبریائی بیان کریں اور اپنے کپڑوں کو پاکیزہ رکھیں اور بت پرستی کو چھوڑے رکھیں اپنی عبادت کو زیادہ جانتے ہوئے احسان نہ جتلائیں اور اپنے رب کیلئے صبر کریں۔

حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء چالیس سال کے عرصہ تک شمائل طیبہ اور اخلاق کریمہ کو جمع کئے رکھتے ہیں جیسے صدق، امانت، عفت، استقامت، صبر، رضا، قناعت، رحمت، شفقت اور محبت ان سب کو اپنے اندر جمع کر لیتے ہیں تاکہ یہ چیزیں سہارا بنیں ساتھ ہی ساتھ آسمان سے امداد پہنچ رہی ہے بے شک آپ واضح عداوت اور سخت ترش رو دشمن کے سامنے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی قوم میں رہ رہے ہیں جنہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونسی ہوئی ہیں اور اپنے کپڑوں کو لپیٹ رکھا ہے جو اپنے عمل پر اصرار کر رہے ہیں اور سخت تکبر کرنے والے ہیں جبکہ آپ اس تگ و دو میں مصروف عمل ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام سنائیں ان کے اوپر حجت قائم کریں پھر اس سے بڑھ کر آپ اس بات کے حریص ہیں کہ انہیں اندھیرے سے بچائیں اور انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف لے جائیں یہ سب کچھ اس لئے کیونکہ آپ کے دل میں خیر، شفقت اور محبت موجزن ہے تحقیق آچکا آپ کے پاس رسول تمہیں میں سے شاق گذرتا ہے اس پر ہر وہ کام جو تمہیں تکلیف دے وہ تمہارے بارے حریص ہے مومنین کیلئے رؤف ورحیم ہے اگر آپ ان پر حریص ہیں بے شک اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نہیں دیتا جسے وہ گمراہ کر دے اور ان کا کوئی مددگار نہیں آپ اس کے حق میں ہدایت مقدر نہیں کر سکتے جس کے حق میں آپ چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اسے جس کے حق میں چاہتا ہے ہم نے آپ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان بنا کر

Marfat.com

،آپ پر لازم نہیں ہے مگر پیغام حق پہنچانا،

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

''اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت سے نواز بیشک وہ نہیں جانتے''۔

وہ دل جو حسرت سے بھرا ہے غم کی وجہ سے جس کا دم گھٹا جا رہا ہے اس کا سبب قریش کی جانب سے دشمنی میں دوام ہے اس گمراہی پر اصرار کی ہے جس پر قریش قائم تھے اور اسی وجہ سے وہ اپنے نبی کو اذیتیں دیا کرتے تھے یہاں تک کہ احد کے روز ان کے نیزے آپ پر پڑتے ہیں اور تیر برستے ہیں جس کے نتیجے میں آپ کی پیشانی زخمی ہو جاتی ہے اور آپ کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں اس رحیم وعظیم دل سے غم وحسرت کے یہ معانی نکلتے ہیں جن میں شفقت ورحمت کی آمیزش ہے اور ان نرم کلمات کی صورت لئے ہیں:

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

''اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ نہیں جانتے''۔

یارسول اللہ، یا نبی الرحمۃ آپ کی مدح وثنا میں کیا کہا جائے جبکہ آپ کا ہر مقام بذات خود مدح وثناء ہے جبکہ آسمان کے مالک نے تیرا تزکیہ کیا ہے اور تیرے بارے میں رب العالمین نے فرمایا:

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ: آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔ وہ کونسی کلام ہے جو تیری صفت تک پہنچ سکتی ہے اور تیری حقیقت کا اظہار کر سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات میں سے تجھے دو صفتیں الفت ورحمت عطا فرمائیں اور تیرے بارے میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا: بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ: مومنوں کے بارے میں رؤف ورحیم ہے۔ پس کوئی اور مدح وثناء تیرا حق ادا نہیں کر سکتی جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مدح وثنا کی خلعتیں عطا فرما دی ہیں۔ بے شک اس کے بعد جو قول بھی کریں وہ حقیقت میں مدح نہ ہو گی نہ وہ تیری صفات کو بیان کرنے والی ہو گی بے شک وہ تو تسبیح وتمجید ہو گی صلاۃ ودعا ہو گی جس کا قائل سعادت ورضا پائے گا اور اس سے نور وہدایت حاصل کرے گا اور اس سے روشنی وعزم طلب کرے گا۔

جب میں آپ کے در اقدس پر کھڑا ہوا تا کہ تیری سیرت کے انوار کو حاصل کروں تیری ہدایت کی خوشبو کو سونگھوں اور تیرے فیض وفضل کے چشمہ سے اپنی پیاس بجھاؤں بے شک تو صلوٰۃ وسلام کا وقت ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہے جو اس نے مومنین کو دیا ہے'' بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم پر درود وسلام پڑھتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود وسلام بھیجو''۔

پس نہ کوئی مدح ہے اور نہ ثناء کیونکہ تو ان سے باہر ہے لیکن پس آپ پر درود ہیں، سلام ہیں، رحمتیں ہیں اور برکتیں ہیں۔

Marfat.com

پہلا باب

الاسم والمسمی

نام اور ذات

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ (الاعراف:۵۸)

کیا اسم اور مسمی کے درمیان کوئی تعلق ہے یعنی اسم کی دلالت مسمی میں متحقق ہوتی ہے اور صفات میں واضح ہوتی ہیں اور زندگی کی گذرگاہ میں اس کا اثر نمایاں ہوتا ہے جو اس سوال کا جواب چاہتا ہے اس کیلئے ممکن نہیں کہ حقائق علمیہ تک رسائی حاصل کر سکے کیونکہ اس عنوان پر ابھی تک منظم کام نہیں ہوا لوگوں میں سے جو اسم اور مسمی کے درمیان کچھ تعلق پر آگاہ ہوئے ہیں وہ شخصی احوال کے مشاہدہ پر مبنی ہیں جو کبھی سچے ہوتے ہیں اور کبھی سچے نہیں ہوتے۔ وہ انسان جو اس موضوع پر عمیق نظر کرتا ہے اور جو نتائج اس بحث کے دوران اس پر ظاہر ہوتے ہیں وہ اسم اور مسمی کے درمیان عجیب وغریب اتفاقات پر آگاہ ہوتا ہے اور بہت ہی کم ایسا واقع ہوا ہوگا کہ غور وفکر کرنے والے کیلئے اسم و مسمی کے درمیان موافقت ومطابقت واضح نہ ہو یہاں تک کہ یہ تک کہا جاتا ہے حالات کو پرکھنے میں اس سے خطا واقع ہوئی جس کی بنا پر مطابقت اس پر واضح ہوگی یہ اس لئے کیونکہ کثیر حالات ایسے ظاہر ہوئے جن میں یہ تعلق شدت سے واضح ہوا اور ان میں زیادہ نظر وفکر کی ضرورت نہ پڑی۔

جس طرح ہم نے کہا ہے کہ ہم اس موضوع کو ثابت شدہ حقائق اور نظریات میں داخل نہیں کرتے ہم انہیں ایسی چیزوں میں شمار کرتے ہیں جو بحث کے لائق ہیں اور اس قابل ہیں کہ اس امر پر آگاہی حاصل کی جائے۔

کبھی کبھی سائل کیلئے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پوچھے جب اسماء اور مسمیات کے درمیان تعلق یا تعلق جیسی چیز موجود ہے تو کیسے لوگ اس امر کی طرف متوجہ نہ ہوئے کہ وہ ایسے نام رکھتے جو عمدہ دلالت والے ہوتے تاکہ اسماء میں جو عمدگی موجود ہے وہ ان کی ذاتوں میں بھی موجود ہوتی۔ اسماء تمام لوگوں کیلئے مباح ہیں اور سب کیلئے اس میں بہت بڑی آسانی ہے اس کیلئے انہیں کوئی قیمت نہیں دینا پڑتی نہ ہی کوئی مشقت برداشت کرنا پڑتی ہے پس ہر انسان اپنے لیے خیر چاہتا ہے اپنی اولاد کیلئے خیر چاہتا ہے نہ اس پر کوئی تنگی ہوتی ہے نہ حساب وکتاب کا مطالبہ پھر بے شمار لوگ کیوں عمدہ اور معزز اسماء سے ناپسندیدہ اور مکروہ اسماء کی طرف پھر جاتے ہیں تو پھر کیوں ان کی درمیان یہ ثقیل اسماء عام ہو گئے

83870

Marfat.com

ہیں۔اس سوال کا جواب اب ہم چھوڑتے ہیں تا کہ ہم اس بحث کی انتہاء کو پہنچیں جو ہم نے اسم اور مسمی کے درمیان تعلق کی شروع کی تھی اور ہم بعض ایسے شواہد پیش کریں جو مشاہدہ و تجربہ پر منحصر ہیں۔

ابن قیم جوزیہ کہتے ہیں جب اسماء معانی کے سانچہ ہیں اور ان پر دلالت کرنے والے ہیں تو حکمت کا تقاضا ہے کہ ان دونوں کے درمیان تعلق ہو اور معنی لفظ سے اجنبی نہیں ہونا چاہئے جس کا لفظ سے کوئی تعلق نہ ہو کیونکہ حکیم کی حکمت اس سے انکار کرتی ہے اور امر واقع اس کے خلاف کی گواہی دیتا ہے، بلکہ اسماء کی مسمیات میں تاثیر ہوتی ہے اور مسمیات حسن وقبح، خفت وثقل اور لطافت وکثافت میں اسماء سے اثر قبول کرتے ہیں:

قل ان بصرت عیناک ذالقب الا و معناہ ان فکرت فی لقبہ

''بہت ہی کم ایسا ہوا ہوگا کہ تیری آنکھ نے کسی ذات کو دیکھا ہو اور شخصیت کا پرتو لقب میں نہ پایا ہو اگر تو غور وفکر کرے''۔

رسول اللہ ﷺ حالت نیند اور حالت بیداری دونوں میں اسماء سے معانی ومطالب اخذ فرماتے تھے۔حضور ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں آپ کی خدمت میں عمدہ کھجوریں پیش کی گئیں نبی کریم ﷺ نے اس کی یہ تاویل کی کہ دنیا میں ان کیلئے آخر کار کامیابی ہے اور آخرت میں ان کیلئے رفعت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جس دن کا انتخاب کیا ہے وہ تر اور عمدہ ہے۔

حضور ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر سہیل بن عمر کے آنے سے معاملہ کی آسانی مراد لی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے معاملہ کو آسان کر دیا ہے، نبی کریم ﷺ ایسی جگہوں کو ناپسند کرتے تھے جن کے نام ناپسندیدہ اور مکروہ ہوتے اور ایسی جگہوں سے گذرنا بھی ناپسند کرتے جس طرح کسی غزوہ کے موقع پر آپ دو پہاڑوں کے درمیان سے گزرنے لگے تو آپ نے ان کے نام دریافت کئے تو لوگوں نے ان کے نام فاضح ومخزی بتائے تو آپ نے اپنا راستہ بدل لیا اور ان کے درمیان سے نہ گذرے۔

یہ بات بھی آپ سے ثابت ہے کہ آپ نے عاصیہ کا نام بدل دیا اور فرمایا تو جمیلہ ہے حضور ﷺ نے حزن کا نام بدل دیا جو سعید ابن مسیّب کے دادا تھے اور ان کا نام سہل تجویز فرمایا تو انہوں نے نام تبدیل کرنے سے معذرت کی اور عرض کی سہل تو روندا جاتا ہے اسے ذلیل ورسوا کیا جاتا ہے حضور نے حرب کا نام سلم مضطجع کا نام منبعث، ارض عفرہ کو خصنرہ، شعب الضلالۃ،کو شعب الھدی اور بنی زنیہ کو بنی رشدہ رکھا۔ابن قیم جوزیہ کہتے ہیں'' جب اسماء ومسمیات کے درمیان

Marfat.com

تعلق موجود ہے اشیاء کے قوالب اور حقائق میں قرابت ہے ارواح اور اجسام میں مناسبت ہے جبکہ عقل نے ان میں سے ایک سے دوسرے کا مفہوم اخذ کیا ہے۔ جس طرح ایاس بن معاویہ اور دوسرے ایک شخص کو دیکھتے تو کہہ اٹھتے اس کا یہ نام ہوگا اور بہت کم ہی وہ غلطی کرتے۔

اور اس کی ضد اسم سے مسمی کی طرف منتقل ہونا (قیاس کرنا) ہے۔ جس طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے اس کا نام پوچھا اس نے کہا جمرہ (انگارہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا تیرے باپ کا نام اس نے کہا شہاب (شہابچہ) فرمایا کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے عرض کی حرقہ (جلانے والی آگ) فرمایا تیرا گھر کہاں ہے عرض کی حرۃ النار (آگ کی گرمی) فرمایا تیرا مسکن کون سا ہے عرض کی ذات لظی (شعلہ والا) فرمایا جاؤ تیرا مسکن جل چکا ہے وہ گیا تو معاملہ ایسا ہی ہو چکا تھا جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے الفاظ سے ارواح و معانی کو سمجھا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو اس کا نام یثرب تھا وہ اس کے علاوہ کسی نام سے معروف نہ تھا تو آپ نے اس کا نام طیبہ سے بدل دیا لفظ یثرب میں جو تثریب کا مفہوم تھا اس کو زائل کر دیا اس چیز کے ساتھ جو طیبہ میں طیب کا معنی وجود تھا اس کے ساتھ اس کے طیب میں اور اضافہ ہو گیا اس کی اچھائی اس کے اسم کے استحقاق میں ہوئی اور ہر ایک طیب کو اس کے طیب میں زیادہ کر دیا۔

جب اچھا نام اپنے مسمی کا تقاضا کرتا اور قریب ہی اس کے وقوع کی استدعاء کرتا ہے اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے قبیلوں میں سے بعض کو دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اے بنی عبد اللہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہارے آباء کے اسماء کو اچھا کیا۔ دیکھئے تو سہی کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے آباء کے اچھے نام سے اور ان میں جو معنی موجود تھا جو دعوت کا مقتضی تھا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عبودیت کی دعوت دی۔ ابن قیم اسماء و مسمیات کے درمیان جو تعلق ہے اس پر زندہ دلیل پیش کرتے ہیں جو عملی زندگی میں وقوع پذیر ہوئی آپ دو جماعتوں کے درمیان قتال کے موقع پر ہونے والے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں ان میں سے ایک جماعت مومن ہے اور دوسری کافر ہے دونوں میں جنگ ہوتی ہے پہلی جماعت غالب آتی ہے اور دوسری شکست کھا جاتی ہے۔ معرکہ کے مشاہدہ کرنے والے یا خبریں سننے والے کے دل میں جو چیز ابھر آتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ جنگ ایمان اور کفر، مومنوں اور کافروں کے درمیان ہوئی جبکہ مومنوں کی فتح کا باعث ان کے دلوں میں قوت رحمانی ہے جس نے ان کے قدموں کو مضبوط کر دیا اور ان کے دلوں کو حمیت اور قوت سے بھر دیا۔ لیکن ابن قیم اس واقعہ کے متعلق غور کرتے ہیں اور اس میں ایمان جس کے باعث مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ایک اور اشارہ دیکھتے ہیں

Marfat.com

جس کے باعث ان کیلئے فتح و کامیابی لکھ دی گئی وہ اشارہ ناموں کی دلالت ہے جس نے اس معرکہ میں اپنا حصہ ڈالا پس وہ اسماء جو قوت و عزم کا شعور دلا رہے تھے انہیں فتح نصیب ہوئی اور جو نام کمزوری اور بزدلی پر دلالت کر رہے تھے ان کے حق میں شکست مقدر کر دی گئی۔

ابن قیم کہتے ہیں بدر کے روز دعوت مبارزت دینے والے چھ افراد کے ناموں میں غور کیا جائے کہ تقدیر نے ان کے ناموں اور ان کے حالات میں کیسے مطابقت قائم کر دی۔ کفار یہ تھے: شیبہ عتبہ اور ولید تینوں کے نام اپنے اندر کمزوری کا مفہوم رکھتے ہیں ولید اس میں ضعف کا آغاز شیبہ اس میں نہایت ضعف جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" اللہ تعالیٰ نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا اور پھر کمزوری کے بعد قوت عطا کی پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنا دیا عتبہ عتب سے مشتق ہے جس کا معنی ملامت ہے یہ تمام اسماء ملامت اور ضعف پر دلالت کرتے ہیں جو ان تینوں کو لاحق ہوئیں۔ ان کے مقابل حضرت علی، حضرت عبیدہ اور حضرت حارث رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے تینوں نام ان کے اوصاف کے مطابق ہیں جو اوصاف بلندی، عبودیت اور کوشش ہے جو حرث کے مفہوم میں موجود ہے پس تینوں ان پر اپنی عبودیت اور آخرت کی کھیتی کیلئے کوشش کرنے کے اعتبار سے غالب آ گئے۔

اسم اور مسمی کے درمیان خواہ باہم تلازم کا کوئی مخفی رشتہ ہو جس کی بنا پر وہ ایک ہی حقیقت کو بیان کرتے ہوں یا باہم ملازمت کا رشتہ نہ ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ نام میں ایسے اشارات ہوتے ہیں جو اسم یا کلمۃ کے ذکر کرنے پر واقع ہوتے ہیں جیسے نجاح (کامیابی) یہ کلمات نفس میں رضا اور دل میں خوشی، مسرت کو جنم دیتے ہیں جبکہ ان کے متضاد کلمات اخفاق (محروم ہونا) ھزیمۃ (شکست) فقر شقاء (بدبختی) ھرمہ (بڑھاپا) یہ نفس میں تنگی اور سینہ میں وحشت اور دکھ پیدا کرتے ہیں۔ جب آپ سعید، محمود، محمد اور حسن کے اسماء سنتے ہیں تو آپ کی حالت اس سے مختلف ہوتی ہے جب آپ کے کانوں سے حرب (جنگ) غضبان (سخت غصے والا) اعرج (کانا) اور مجزوب جیسے اسماء ٹکراتے ہیں کیونکہ پہلی قسم کے اسماء سے پاکیزہ خوشبو پہنچتی ہے جبکہ دوسرے اسماء سے ٹھنڈی اور ثقیل ہوا پہنچتی ہے جو تیرے شریر میں کپکپی پیدا کر دیتی ہے اور تجھے غم اور تکدر سے بھر دیتی ہے یہ معامل صرف اسماء و کلمات کا نہیں بلکہ تمام سنی جانے والی چیزوں میں موجود ہوتا ہے جیسے کبوتر اور چڑیوں کی آواز کی تاثیر کووں اور الووں کی آواز سے مختلف ہوتی ہے ان دونوں کے درمیان ایسا ہی فرق ہوتا ہے جیسے خوشی اور غمی کی موسیقی میں فرق ہوتا ہے۔ یہ چیز صرف مسموعات (آوازوں ونغموں) کے ساتھ مختص نہیں بلکہ ہر دیکھی جانے والی چیز بھی اپنی تاثیر رکھتی ہے جیسے خوبصورت منظر نفس میں حسن و جمال کے احساسات پیدا کرتا

Marfat.com

ہے جبکہ ایک ناپسندیدہ منظر لوگوں میں خوفناک تصاویر کو جنم دیتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بھی ہماری راہنمائی کرتا ہے فرمایا ''جب تم قاصد بھیجو تو اچھے نام والا اور خوبصورت چہرے والا بھیجو'' یہ ارشاد سننے اور دیکھنے میں حسن و جمال کے پسند کرنے کو جامع ہے۔

اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نام کے انتخاب میں وافر حصہ موجود ہے جو آپ کی ذات اور اس رسالت کے لائق ہے جو آسمان کے مالک نے آپ کیلئے پسند کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کی آمد کی بشارت اسم احمد کے ساتھ دی جیسے قرآن کریم بیان کرتا ہے: وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ (الصّف:6) بشارت دینے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ انجیل کے وہ چاروں نسخے جو اس وقت لوگوں کے پاس موجود ہیں وہ صریح انداز میں اس بشارت سے خالی ہیں ان نسخوں کا اس بشارت سے خالی ہونا قرآن حکیم میں نقص کا باعث نہیں ہوسکتا کیونکہ کتب سماویہ میں جو کچھ تھا قرآن حکیم ہی ان پر واضح دلیل ہے کیونکہ یہ سب سے آخر میں نازل ہوا ان کی محکمات کو محفوظ کرنے والا اور ان کا نگہبان ہے اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''وہی ذات پاک ہے جس نے آپ پر حق کے ساتھ کتاب کو نازل کیا جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور ان پر محافظ ہے'' آسمانی کتابوں پر قرآن حکیم کی محافظت اسی طریقہ پر قائم ہے جو ہم نے اوپر ذکر کردی ہے کہ یہ آخری کتاب ہے اور ان سب کو جامع ہے۔ جس طرح اس کا مہیمن ہونا ایک اور طرح سے بھی ثابت ہے وہ یوں کہ تورات وانجیل میں تحریف وتبدیلی واقع ہوچکی ہے ان دونوں کا اطمینان عطا نہ کرنا امر مسلم ہے کیونکہ انجیل کے بذات خود متعدد نسخے ہیں جن میں باہم اختلاف ہے جس کی بنا پر کسی ایک پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا نہ ہی یہ اس انجیل کی طرف لوٹتی ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی بلکہ یہ ان روایات پر مشتمل ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی سیرت کے متعلق آگاہ کرتی ہیں جن روایات کو آپ کے بعض ساتھیوں نے بیان کیا ہے یا جنہیں آپ کے ساتھیوں سے ملاقات حاصل رہی یا ان سے کچھ سننے کا اتفاق ہوا انہوں نے بیان کیا ہے اس سیرت میں ایسی عبارات بھی ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نصیحتوں اور وصیتوں پر مشتمل ہیں ان میں ضرور انجیل کی آیات بھی ہوں گی جنہیں آپ خطاب کی ضمن میں بیان کرتے ہونگے پس یہ مختلف انجیلیں جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی سیرت کا ذکر کیا وہ حضرت مسیح کی شخصیت کی تشخیص اور موقف کے حصول میں اس طرح مختلف ہیں جس طرح ان کے لکھنے والے مختلف ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے رجحانات اور اپنی اپنی ثقافت کے رنگ کی آمیزش کی ہے جس کی وجہ سے اناجیل میں یہ اختلاف واقع ہوا جس طرح ایک

Marfat.com

انسان دوسرے انسان سے اپنی سوچ اور ایک حادثہ کی تصویر کشی میں مختلف ہوتا ہے۔ ایک مسیحی عالم فابری سیوس نے ۷۴ سے زائد انجیلیں جمع کیں اور تین جلدوں میں انہیں طبع کرایا اور ان میں موجود اختلاف کی وجہ کی وضاحت کی۔

جبکہ اس وقت دین عیسوی میں چار انجیلیں متی، لوقا، مرقس اور یوحنا مروج ہیں جن کی اوپر تیسری صدی عیسوی کے اوائل میں عمل پختہ ہوا۔ یہاں ایسی بحث نہیں کی جارہی جو آسمانی انجیل کو یا بعد میں نئی انجیلوں کو ثابت کرے۔ یہاں ہم صرف اس بات سے آگاہ ہوتے ہیں کہ قرآن حکیم نے ایک ایسی صریح آیت کا ذکر کیا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے اس بشارت کا ذکر کرتی ہے جس کا اعلان آپ نے ایک ایسے نبی کی دلالت کی بشارت دیتے ہوئے کیا جس کا نام احمد ہوگا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا پھر ہم اس بشارت کو واضح طور پر ان چار انجیلوں میں نہیں پاتے جن پر مسیحی اعتبار کرتے ہیں ان میں سے ایسے ارشادات ہیں جن میں کچھ تکلف کے ساتھ یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ یہ ایسا معنی دیں جن سے مسیح علیہ السلام کے بعد ایک ایسے نبی کا ظہور سمجھ آئے جو حمد کی صفات سے موصوف ہو مثلا انجیل یوحنا میں ہے اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو تو میری وصیتوں کو یاد رکھو میں اپنے رب سے دعا کروں گا تا کہ وہ تمہیں بارقلیط عطا کر جو تمہارے ساتھ تاابد رہے۔ اس انجیل میں یہ بھی ہے جب وہ بارقلیط آجائے جسے رب تمہاری طرف بھیجے گا وہ حق کی روح ہے جو رب کے ہاں پھوٹتی ہے وہ میرے حق میں گواہی دے گا تم بھی اس کی گواہی دینا کیونکہ میں ابتداء سے تمہارے ساتھ ہوں، عبرانی لغت میں بارقلیط کی وضاحت حمد اور کثیر حمد سے کی جاتی ہے، اس میں زیادہ تعجب کا باعث وہ بات ہے جو معجزہ کی حد تک پہنچنے والی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی کی بشارت دینے کیلئے تشریف لائے جن کا نام احمد ہوگا پھر یہ نام محفوظ کتاب میں یوں رہا کہ کسی نے اسے مس تک نہ کیا یہاں تک کہ اس نام کا حامل تشریف لایا تو اسنے حمد کے لباس کے طور پر اسے زیب تن کرلیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا:

قاضی عیاض اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپ (نبی کریم) احمد الحامدین (حمد کرنے والوں میں سے سب سے آگے) احمد المحمودین (جن کی تعریف کی جاتی ہے ان میں سب سے بھی رفیع) آپ کے ساتھ قیامت کے روز لواء الحمد ہوگا اور اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے جہانِ اولین و آخرین آپ کی شفاعت طلب کرنے کیلئے آپ کی تعریف

Marfat.com

کریں گے انبیاء کی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو حمادین (بہت زیادہ حمد کرنے والا) کا نام دیا ہے پس آپ اس کے حقدار ہیں کہ آپ کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام دیا جائے۔ پھر ان دونوں اسموں کے عجائب ومحاسن میں ایک اور پہلو بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اس سے محفوظ رکھا کہ آپ کے زمانے سے قبل کوئی شخص ان سے اپنا نام رکھتا۔ جہاں تک اسم احمد کا تعلق ہے جو سابقہ کتب میں آیا جس کے بارے میں دنیا کو بشارت دی گئی اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ساتھ اسے اس امر سے محفوظ رکھا کہ کوئی اور یہ نام رکھے تاکہ کمزور دل پر کسی قسم کا التباس اور شک داخل نہ ہو اسی طرح اسم محمد بھی عربوں اور دوسروں میں سے کسی نے بھی نہ رکھا یہاں تک کہ آپ کی ولادت سے قبل عام ہو گیا کہ ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا تو عربوں میں سے کچھ افراد نے اپنے بچوں کا یہ نام رکھا اس امید پر کہ وہ عظیم الشان نبی ان کا بیٹا ہو جبکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس نے کسے منصب رسالت تفویض کرنا ہے۔ پھر جن کے نام (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تجویز ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا کہ وہ خود دعویٰ نبوت کریں یا کوئی اور ان کے بارے ایسا دعویٰ کرے یا اس پر کوئی ایسا سبب ظاہر ہو جو آپ کے معاملہ میں کوئی شک پیدا کر دے یہانتک کہ یہ دونوں نام آپ کیلئے مختص ہو گئے جبکہ کسی نے بھی آپ سے اس میں تنازع نہ کیا۔ قرآن حکیم نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کیلئے یحییٰ کا نام پسند کیا جو بعد میں ان کا نام رکھا بھی گیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ذکریا ہم آپ کو ایک بچے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کے نام کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ کوئی اور شخص یہ نام رکھے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی یحییٰ کا یہ نام رکھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے احمد کا نام محفوظ رکھا کہ کوئی اور یہ نام رکھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نام کی خلعت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس نام کے ساتھ جو عزت بخشی اس میں اعجاز کی نشانیوں میں سے ایک ہے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ولادت سے چھ صدی قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے اس نام کا اعلان کیا پھر یہ نام حواریوں کی زبانوں اور انجیل کے اندر موجود رہا، جبکہ کسی کے دل میں خیال تک نہ آیا کہ وہ اپنے کسی بیٹے کا یہ نام تجویز کرے جبکہ لوگ عادۃً ایسے نام رکھنے کے سخت حریص ہوتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کے نام انبیاء، مقدس ہستیوں، اہل فضل اور اہل خیر کے ناموں پر رکھیں اس امید پر کہ ان عظیم ہستیوں کی برکات میں سے کچھ انہیں پہنچے یا اس پاکیزہ نام کا کوئی حصہ انہیں نصیب ہو۔

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود خوبصورت نام ہے ادائیگی میں آسان ہے نغمہ اس کا میٹھا ہے اور اس کی آواز

Marfat.com

میں مٹھاس ہے۔اسے بھی یہ نام رکھنے پر برانگیختہ کرتا ہے جو عربی زبان کو اچھی طرح جانتا نہیں اور اس لفظ کے معنوں کو نہیں پہچانتا تو یہ کیسے ہوا کہ اتنی صدیاں اس کے بغیر ہی گذر گئیں کہ یہ کسی انسان کا نام ہوتا یا کوئی اس سے انتفاع کرتا اگر یہ کسی چیز پر دلالت کرتا ہے تو محض اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے یہ نام چن لیا اور اس نام کو آپ کی ذات کے ساتھ خاص کر دیا اور اس نام کو لوگوں کی زبان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے قبل بطور ارہاص بنایا کہ آپ ہی اس نام کے حامل ہیں اور آپ کی بعثت سے قبل اسے بطور بشارت بنا دیا اس میں اہل کتاب کے ان اہل بصیرت لوگوں کیلئے ایک نشانی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کو پہچانتے ہیں اور اسے اپنے ہاں تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں پھر ایک غالب قوت انہیں اس سے پھیر دیتی ہے اور ان کی زبانوں کو کام میں لانے اور اسے کسی انسان کا نام تجویز کرنے سے روک دیتی ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم (نام) ہے جو عربوں کے قول رجل محمد سے منقول ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کہتے ہیں جس میں کثیر خصائل محمودہ پائی جائیں لغت عرب میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کہتے ہیں جس کی حمد کے بعد حمد اور بار بار تعریف کی جائے۔سہیلی نے کہا کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بنے یہاں تک کہ آپ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے آپ نے اپنے رب کی حمد وثناء کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت پر فائز کیا اسی وجہ سے آپ کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مقدم ہے اسی بنا پر عیسیٰ ابن مریم نے آپ کا نام احمد ذکر کیا۔

فائدہ: نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔(مترجم)

اس کے بعد غور تو کرو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے یہ پاکیزہ نام محمد کیسے پسند کیا، ولادت سے پہلے ان کا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا اور ولادت کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس آپ اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ نے اپنے رب کی تعریف فضل واحسان اور نعمتوں پر کی جو آپ پر کی گئیں اور لوگوں نے تعریف اس لئے کی کہ آپ ان کے پاس حق لائے اور ایمان کی طرف ہدایات دیں پس آپ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی طرف سے تعریف کئے جانے پر محمود ہیں۔اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دو اسموں کی بنا پر حمد کی تمام صفات کو جامع ہیں پس آپ حامد، محمد اور محمود ہیں آپ کے بعد جو بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے وہ احمد کی حمد سے چلو بھرتا ہے اور آپ کی ہدایت سے ہدایت پاتا ہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی انسان کی تعریف کی جاتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جن اوصاف کی بنا پر تعریف وثناء کی جاتی ہے ان میں وہ آپ کے تابع ومقتدی ہوگا۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں غور کر کس طرح تمام کے تمام محامد کامل ترین اور

Marfat.com

خوبصورت ترین صورت میں آپ کے اندر جمع تھے جو بھی کریم محمود، خلق ہے وہ حضور کی ذات میں مکمل صورت میں موجود تھا اور جو بھی عمدہ اور اچھی خصلت تھی وہ حسین ترین انداز میں آپ کے اندر موجود تھی۔ اسم محمد ﷺ کے سوا کوئی اسم بھی ان صفات کریمہ کا کسی صورت میں جامع نہیں ہوسکتا جیسے اسماء میں سے امین۔، صادق، نبیل، عظیم، طیب اور اس کے علاوہ کوئی بھی اسم جو ایک صفت یا کئی عمدہ صفات کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اگر مسمی ان صفات پر صادق آئے یا کوئی صفت مسمی پر صادق آئے تو یہ صرف اس پر دال ہوں گے کہ ان کا مسمی صرف اس صفت سے موصوف ہے نہ کہ کسی اور صفت سے جو مذمت یا مدح کیلئے ہو، جس انسان کا نام امین ہو اگر اس اسم اور مسمی میں مطابقت پائی جائے تو بہترین صفات میں سے ایک صفت امانت کی صفت موجود ہوگی جبکہ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسی صفات بھی پائی جاسکتی ہیں جن پر تعریف نہیں کی جاسکتی اس میں بزدلی اور بخل کا وصف موجود ہو اسی طرح تم صادق، نبیل، عظیم طیب اور اس جیسی دوسرے اسماء کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہو بعض اوقات ایک انسان ایک یا کئی اچھی صفات سے شرافت اور عظمت کو پالیتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ تمام پاکیزہ صفات کو جامع ہو۔ رہا اسم محمد یہ اس وقت تک متحقق نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ حمد وثناء کے تمام اسباب اس میں جمع ہو جائیں اور اس کے تمام احوال وافعال ایسی حالت پر نہ ہوں جن کی بنا پر تمام لوگوں کی طرف سے تمام احوال میں اس کی حمد کی جائے اور محمد ﷺ وہ بھی نہیں ہوسکتا جس میں حمد وثناء کے اکثر اسباب ایک وقت میں جمع تو ہوں پھر ان میں سے بعض ناپید ہو جائیں۔ اس بحث کے بعد ہم اس موافقت جو حضور ﷺ کی ذات اور آپ کے اسم پاک محمد کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں۔

اعتراض کرنے والا اعتراض کرسکتا ہے اس میں (اسم اور مسمی) جانبین سے موافقت کہاں سے آئی ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ محض اتفاق ہو جو حضور ﷺ کی ذات اور اسم کے درمیان واقع ہوا یہاں تک کہ جب محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور چمکا اور کائنات میں آپ کا ذکر بلند ہو گیا تو وہ ہر چیز جو حقیر تھی اور ہر حارثہ جو کمزور تھا عظیم شان والا ہو گیا کوئی بھی امر ہو جب تک وہ نبی کریم ﷺ سے متعلق ہوگا اور آپ کی زینت بنے گا اس کی عظمت وشان ہوگی اس کی دلالتیں کثیر ہوں گی ہم کہتے ہیں ظاہراً اس قول میں کچھ صداقت ہے لیکن ہر وہ چیز جو نبی سے اتصال رکھتی ہو اس پر اطلاق صحیح نہیں۔ حق بات یہ ہے کسی بھی عظیم ہستی کی عظمت اس ہستی کی متعلقہ چیزوں کو ایسے انداز میں پیش کرتی ہے جو لوگوں کے احساسات میں اس کی ایسی ہیبت پیدا کر دیتی ہے جو حقیقت میں اس میں موجود نہیں ہوتی اس کی چھوٹی چیز بھی بڑی قلیل، کثیر، واضح، پوشیدہ اور قریبی، بعید نظر آتی ہے جیسے ہم نے کہا یہ اعتبار درست نہیں ہوتا کیونکہ

Marfat.com

یہاں تو عظیم کی زندگی میں ایسے امور ہیں جو بالذات خود حسین و جمیل اور معجزہ ہیں اگر لوگ اختلاف کرنا چاہیں گے تب بھی اختلاف نہ کر سکیں گے۔ یہاں تو ذات محمد ﷺ کے اس نام کے تجویز کرنے میں کسی بھی اعتبار سے حسن اتفاق کا معاملہ نہیں ہو سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ آقائے دو عالم ﷺ کی پیدائش کے موقع پر نام معروف نہیں تھا جن افراد کے یہ نام رکھے گئے وہ بہت تھوڑے تھے بعض نے کہا وہ صرف پانچ تھے بعض نے کہا سات تھے یہ سب زمانہ نبوی یا اس سے تھوڑا زمانہ پہلے تھے ان کی اکثریت نے اسلام کا دور پایا تو حضرت آمنہ بنت وہب کو اس نام کا ادراک کیسے ہوا ممکن ہے ان کے کانوں نے سنا تک نہ ہو یا اپنے اس یتیم بچے کا نام تجویز کرنے سے قبل ان کے لبوں پر بھی کبھی نہ آیا ہو۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ اسم محمد ﷺ عربوں میں پہلے بھی معروف تھا تو پھر بھی اس قریشی ہاشمی بچے کا یہ نام تجویز کرنا ایسے امور میں سے نہ تھا جس کا پہلے سے انتظار کیا جا رہا ہو کیونکہ قریش کے اشراف کے ہاں بچوں کے ناموں کی لفظ اور معنوں کے اعتبار سے عظمت مسلم چیز تھی مثلاً وہ یہ نام رکھتے حنظلہ، سرہ، اسد، فهر، غالب، عبد العزی، عبد الدار، عبدالات، عبدمناة انہیں جیسے نام جو سننے والوں کے دلوں میں ہیبت اور خوف پیدا کریں اس سے قبل ہم حزن جو سعید بن مسیّب کے دادا تھے کے نقطہ نظر کی طرف اشارہ کر چکے ہیں جب حضور نے ان کا نام سہل رکھنا چاہا تو انہوں نے معذرت کی اور عرض کی کہ سہل کو روندا جاتا ہے اور ذلیل کیا جاتا ہے تو آمنہ بنت وہب کے بچے کیلئے تو یہ متوقع تھا کہ آپ ان کیلئے ایسا نام تجویز کرتیں جو لوگوں کیلئے خوف کے مواقع پر موثر اور زوداثر ہوتا۔

ان تمام حالات میں یہ محض اتفاق کیسے ہو سکتا ہے اور اس بچے کیلئے کیسے یہ یگانہ روزگار نام واقع ہو سکتا ہے جبکہ عرب کے بزرگوں اور جوانوں میں وہ متعدد نام معروف تھے پھر یہ اتفاق اس طویل زمانہ کو کیسے محیط ہو سکتا ہے جبکہ یہ تو گذر جانے والا لحظہ ہوتا ہے اچانک آتا ہے اور دفعتاً چلا جاتا ہے کیسے یہ طویل زمانہ تک نبی کریم ﷺ کیلئے محفوظ رہا نہ کوئی لقب اس نام کو اپنے محل سے ہٹا سکا نہ کوئی کنیت اس کے ساتھ شریک ہو سکی جبکہ لقب اور کنیتیں کتنی زیادہ واقع ہوئیں ہیں یہ عربوں میں شائید ہی کوئی ایسا نہ ہو جس کی کنیت یا لقب نہ ہو یا دونوں اکٹھے نہ ہوں یا کئی کئی القاب اور کنیتیں نہ ہوں جو اس کے نام پر غالب آ جاتیں پھر وہ نام ذکر تک نہ کیا جاتا۔ پھر کیسے محمد ﷺ محمد ہی رہے نہ کوئی کنیت نہ لقب یہاں تک کہ خود آپ اپنی کنیت ابوالقاسم رکھتے ہیں جبکہ آپ کا لخت جگر قاسم تولد کرتا ہے۔ یہ تعرف (حضور ﷺ کیلئے یہی نام تجویز ہونا) جو ممکنہ واقعات سے محفوظ رہا اور طویل زمانہ تک حکمت و منطق پر جاری رہا کیسے ایک اتفاق تصور کیا جا سکتا ہے یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے جبکہ اتفاق تو اچانک واقع ہوتا ہے بغیر

Marfat.com

حساب و اندازہ کے وقوع پذیر ہوتا ہے ایسا تو ناسمجھی کا کام ہوتا ہے۔ اگر یہ اتفاق کا معاملہ ہے تو آپ نے تدبیر و حکمت کیلئے کیا چھوڑا ہے نیز اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے مواقع کہاں ہونگے وہ اپنے بندوں میں سے جب کسی کو منتخب کرے گا تو اس کی تدبیر و حکمت کی آیات کہاں جلوہ گر ہوں گی۔

اس سے بڑھ کر توجہ طلب معاملہ یہ ہے کہ دو پاکیزہ ہستیاں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کو جنا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کیلئے بھی ایسے دو معزز ناموں کا ارادہ کیا جو اس نبی کریم کے شایان شان تھے جو ان دونوں کی طرف ولادت کے اعتبار سے منسوب ہونے والے تھے آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا تھا وہ دین جو حضور ﷺ لائے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے عبادت کو خالص کرنے کا دین ہے آسمان و زمین میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے مگر وہ رحمٰن کے حضور بندہ بن کر آتی ہے۔ وہ شریعت جس کی طرف حضور ﷺ دعوت دیتے ہیں وہ امن و سلامتی کی شریعت ہے۔ ”اے ایمان والو سلامتی میں مکمل داخل ہو جاؤ شیطان کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔ پس عبودیت اور امن یہی دو ایسے کریم ہاتھ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو انسانیت کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے ہی آپ کے سورج کو عالم وجود پر ضوبار کیا۔ اس پر مزید یہ کہ وہ عورت جس نے آپ کو دودھ پلایا اس کا نام بھی اسی ضمن میں آتا ہے اس کا نام حلیمہ وطن نجد اور قوم بنو سعد ہے۔ ہمیں یہ کہنے کا حق ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ نے حلیمہ رضی اللہ عنہا سے حلم پایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا فضل و احسان کیا اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیا اور آپ کی شان اور آپ کی شریعت کی شان بلند اور سعادت عطا کرنے والی ہے:

فائدہ: اس تعبیر کو حسن تاویل کا نام ہی دیا جا سکتا ہے (مترجم)

جب یہ جائز ہے کہ آپ کے والد کا نام، والدہ کا نام اور دودھ پلانے والی کا نام دور جاہلیت کے ناموں کی گمراہیوں، قباحتوں اور برے مصادر سے محفوظ رہے بے شک یہ ممکن نہیں تھا مگر کسی تدبیر کی وجہ سے۔ جس نے ان ناموں کو ان ہستیوں کیلئے محفوظ رکھا پھر محض ان کا عیوب و قبائح سے خالی ہونا کافی نہ تھا بلکہ یہ بھی ضروری تھا کہ وہ ان تمام محاسن سے مزین ہوں جن سے ایک اسم مزین ہو سکتا ہے اور اس میں خیر جمع ہو سکتی ہے تعجب کی بات یہ بھی ہے کہ یہ اسماء عبداللہ، آمنہ اور حلیمہ ایسے اسماء تھے جو عربوں میں عام نہ تھے پھر یوں ترتیب سے جمع ہونا مزید تعجب کا باعث ہے۔ اسلام سے قبل بہت ہی کم لوگوں میں کسی کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہا تھا عرب، اللہ کی ذات کیلئے بندگی کو خالص کرنے سے واقف نہ تھے یہاں تک کہ ان میں سے جو یہ پہچانتے تھے کہ اس عالم کا معبود صرف اللہ ہے پھر بھی ان کا لگاؤ اور

Marfat.com

عبودیت صرف بتوں کیلئے تھی جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے اور وہ اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کرتے تھے اور کہتے عبد العزیٰ عبد اللات عبد مناۃ عبدود جب حضرت عبد المطلب نے اپنے لخت جگر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو معبود برحق کی طرف منسوب کیا تو قریبی بات یہ ہوتی کہ وہ کسی بت کی طرف منسوب کرتے رہا ان کا اللہ کی طرف منسوب کرنا تو یہ ایک ایسا امر ہے جس کی تاویل سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔

اسی طرح آپ کی والدہ کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب اور آپ کی رضاعی ماں کا نام حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہے جبکہ عرب کے دور جاہلیت میں جو اسماء قرین قیاس تھے وہ عفرا، خنساء، ام ہیثم، اور اسی طرح کے دوسرے نام لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل واحسان ہے جو آپ کی ولادت سے پہلے اور بعد کے دور کو بھی شامل رہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کیلئے منتخب کیا اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم کیلئے ارشاد فرماتا ہے ''اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے''۔ ہمارے لئے یہ بات حقیقت سے بہت بعید ہوگی کہ ہم اسماء کی مسمیات پر دلالت میں کوئی ایسی چیز تلاش کریں جو جلال نبوت کی طرف منسوب ہو یا ایسی چیز جو نبوت کے قیام کیلئے اصول جیسے حق، عدلِ خیر کا تعین کرے کیونکہ آسمانوں کا مالک جسے قائم فرمائے اسے کسی مزید سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن ہم اس عمومی موافقت کو تلاش کر رہے ہیں جو نبی کریم ﷺ کیلئے پاکیزہ اسماء کے اجتماع میں حاصل ہے جیسے کہ آپ کی ذات آپ کے والدین اور دودھ پلانے والی ماں یہاں ہمارے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی وہ خاص عنایت ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے حرم کو اس امر سے محفوظ رکھا کوئی نامناسب چیز بھی قریب بھی پھٹکے یا کسی خبیث چیز کا گذر تک ہو بیشک آپ نبوت عظمیٰ کا حرم ہیں آپ اللہ تعالیٰ کی حمایت وحفاظت میں ہیں'' یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ فضل عظیم والا ہے''۔

اب ہم اس سوال کا جواب دیتے ہیں جو ہم نے ابھی ابھی فرض کیا تھا سوال یہ تھا کہ اگر اسم اور مسمی میں کوئی تعلق ہے یا تعلق کا کوئی شائبہ ہے تو تمام لوگ اس طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتے کہ وہ ایسے نام رکھیں جو اچھے اور پاکیزہ معنی والے ہوں تا کہ ان ناموں میں جو اچھائی اور حق ہے ان کی ذاتوں پر کچھ اثر پڑے۔ یہ سوال ہر انسان کے نفس میں گردش کناں رہتا ہے جو اس حقیقت سے آگاہ ہے اور نام اور ذات کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ یہ معاملہ اتنا آسان نہیں جتنا ظاہر میں نظر آتا ہے ظاہر میں یہ معاملہ کسی قسم کی قید اور حد سے آزاد ہے ایک انسان اسے یوں قریب سے حاصل کر لیتا ہے جس طرح وہ ہوا اپنے پھیپھڑے کے ذریعے اور روشنی کو آنکھوں کے ذریعے حاصل کرتا ہے انسان کو اختیار ہے کہ وہ

Marfat.com

3B

کسی اسم کا ارادہ کرے اپنے ہونٹوں کو حرکت دے اور جس کا چاہے یہ نام رکھ دے اس کیلئے نام مملوکہ چیز کی حیثیت رکھتا ہے اور مسمی اس نام کے واسطہ سے اس کا محلوم ہے۔

یہ کیفیت ظاہراً نظر آتی ہے لیکن حقیقت حال اس کے برعکس ہے جب ہم لوگوں کے ناموں کو دیکھتے ہیں تو عجیب چیز پاتے ہیں وہاں کثیر نام ایسے ہوتے ہیں جو درشت، وحشت ناک اور قبیح ہوتے ہیں لوگوں نے یہ نام اپنے بیٹوں کے یوں رکھے ہوتے ہیں گویا کہ وہ ایک جابر سلطان کے زیر تسلط ہیں جس نے انہیں یہ نام رکھنے پر مجبور کیا ہوتا ہے اگر لوگ اس کے تسلط سے آزاد ہوتے تو یہ نام ان کی زبانوں پر جاری نہ ہوتے اور وہ اس سے قطعی طور پر بھاگ جاتے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی لوگوں نے اپنے بیٹے کا نام مشحوث (تغیر کیا گیا) شحاث (تیز کرنے والا) مسروق (جسے چرایا گیا ہو) حابس (روکنے والا) کلب (کتا) یا حمار (گدھا) رکھا ہوتا ہے جبکہ نام رکھنے والے اور خوبصورت ناموں میں کوئی چیز رکاوٹ حائل نہیں ہوتی لیکن معاملہ ہمارے اس تصور سے مختلف ہے۔ حیات، زندہ لوگوں پر لازم کرتی ہے کہ وہ ہر پہلو سے سوچ بچار کرتے ہیں جس میں اچھا برا، آسان پیچیدہ، سرسبز اور خشک بھی ہوتا ہے تا کہ توازن محفوظ رہے کوئی ایک جانب راجح نہ ہو اور دوسری جانب مرجوح نہ ہو کہ اضطراب پیدا ہو اور فساد جنم لے۔

اگر یہ لوگوں کے اختیار میں ہوتا اور وہ ان نظر نہ آنے والی قوتوں کے محکوم نہ ہوتے تو سب کا ایک ہی انداز ہوتا وہ اچھے ناموں کا یہی انتخاب کرتے اور قبیح نام مطلق چھوڑ دیتے وہ میدانی علاقوں میں رہائش رکھتے نہ کہ نشیب وفراز والی جگہوں میں وہ زرخیز جگہوں میں فصل کاشت کرتے نہ کہ بنجر علاقوں میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ کئی جماعتیں صحراء میں سکونت اختیار کرتی ہیں برفانی مقامات اور جنگلوں میں رہتی ہیں یہ صرف انسان کا کام نہیں بلکہ تو حیوانات کو بھی اس مخفی قوت کے سامنے محکوم اور ان غیر مرئی واسطوں میں جکڑا ہوا پائے گا وہاں کئی پرندے ہیں جو چٹیل میدانوں میں سکونت اختیار کرتے ہیں جہاں سایہ ہوتا ہے نہ پانی، پانی اور سائے تک پہنچنے کیلئے ان کے پاس اپنے پروں کے سوا کوئی چیز نہیں ہوتی وہ اس قوت کو استعمال کرتے ہوئے اس نعمت تک پہنچتے ہیں جو ان کیلئے ناپید تھی اس کو پانے کیلئے انہیں ایک دن یا رات صرف ہو جاتی ہے۔

اس سے بڑھ کر ہم چڑیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک ہی جگہ پر ایک ہی شہر میں ہوتی ہیں بعض گھروں کا رخ کرتی ہیں دروازوں اور کھڑکیوں سے اندر داخل ہوتی ہیں ایک دانہ یا روٹی کا ٹکڑا حاصل کرتے ہوئے موت کا سامنا کرتی ہیں جبکہ ان کے قریب میں ہی دانوں کے خزانے کھلی جگہوں مین یا کھلیانوں

Marfat.com

میں موجود ہوتے ہیں جہاں چڑیوں کی بہت زیادہ تعداد جاتی ہے اور قریب سے اپنی ضروریات پوری کر لیتی ہیں۔

یہ نہ پوچھو کہ اس کا راز کیا ہے یہ اس "عَزِیْزٌ عَلَیْکُمْ" کی تقدیر ہے جس نے ہر چیز کو تخلیق فرمایا اور پھر ان کی راہنمائی کی ہے۔

ہم اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں پاتے کہ جاحظ کے کچھ جملے یہاں ذکر کریں جو اس معاملہ میں بڑے مؤثر ہیں کیونکہ اس حقیقت کا مشاہدہ اس سے چھوٹا نہیں اور زندگی اور زندوں کیلئے اس نے جو اسباق چھوڑے ہیں اس کے دل سے یہ چیز غائب نہیں ہوئی۔ جاحظ کہتا ہے" جان لو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی طبائع مختلف پیدا فرمائیں تا کہ ان کے درمیان موافقت پیدا فرمائے۔ اس نے ان میں ایسی موافقت کو پسند نہیں کیا جو ان کی مصلحت کے مخالف ہو۔ کیونکہ لوگ اگر مختلف اسباب کے سامنے مسخر نہ ہوتے تو وہ امور متفقہ اور مختلفہ میں مجبور نہ ہوتے تو یہ جائز تھا کہ سب کے سب ملک و سیاست کو پسند کرتے جبکہ اس میں زندگی کی تباہی مصلحت کا بطلان اور ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اگر اسباب وعلل کے سامنے مجبور نہ ہوتے تو تمام لوگ بال کاٹنے سالوتری (جانوروں کا علاج کرنا ان کے قدم درست کرنا) گوشت بنانے اور رنگریزی پیشہ سے اعراض کرتے لیکن لوگوں میں سے ہر ایک جماعت کیلئے اس کا پیشہ خوبصورت اور محترم ہوتا ہے جولاہا جب اپنے ساتھی میں کوتاہی کند ذہنی یا کجی دیکھتا ہے تو اسے کہتا ہے اے نائی۔ جب حجام اپنے ساتھی میں کوئی ایسی کوتاہی دیکھتا ہے تو اسے کہتا ہے اے جولاہے۔ اسی وجہ سے وہ افراد اپنی اولادوں کو کپڑا بننے حجامت کرنے سالوتری کرنے اور قصاب کے پیشہ کے علاوہ کوئی اور پیشہ اپنانے پر اتفاق نہیں کرتے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہ فرمایا ہوتا کہ اختلاف کو اتفاق کا سبب نہ بنائے تو ایک کو چھوٹا دوسرے کو لمبا، ایک کو خوبصورت دوسرے کو بدصورت ایک کو غنی دوسرے کو فقیر، ایک کو دانشمند دوسرے کو مجنون، ایک کو ذہین دوسرے کو کند ذہن نہ بناتا لیکن اس نے ان کے درمیان اختلاف رکھا تا کہ انہیں آزمائے امتحان میں اطاعت کریں اور اطاعت کے ذریعے سعادت مند ہوں۔ ان میں تفریق رکھی تا کہ انہیں جمع کرے اور اس نے پسند کیا کہ انہیں اطاعت پر اکٹھا کرے تا کہ سب کو اچھا بدلہ دے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور بلند و بالا ہے کتنا اچھا امتحان لیا، جو بنایا کتنا محکم بنایا، جو تدبیر کی کتنی مضبوط تدبیر کی۔

اگر لوگوں کی طبیعتوں اور اسباب میں اختلاف نہ ہوتا تو سب اچھی چیزوں، مناسب شہروں اور ملکوں کا انتخاب کرتے، اگر معاملہ یوں ہی ہوتا تو اچھی چیز کے حصول کیلئے وہ ایک دوسرے کی گردنیں

Marfat.com

کاٹتے ،اچھے شہروں کیلئے جھگڑا کرتے جس کے نتیجے میں کوئی شہر بھی انہیں کفایت کرتا نہ ان کے درمیان صلح ہوتی۔

اسی تسخیر نے ہی لوگوں کو قناعت کی انتہاء تک پہنچا دیا ہے، ایسا کیوں نہ ہوا گر تو پانی والے جنگل میں رہنے والے جانوروں کو ایسے جنگلوں کی طرف منتقل کرے جہاں پانی نہیں ہوتا اور میدانی علاقہ میں رہنے والوں کو پہاڑوں کی طرف بھیج دے اور پہاڑوں میں رہنے والوں کو سمندر کی طرف لے جائے اور خیموں میں رہنے والوں کو مکانات میں منتقل کردے تو غم ان کے دلوں کو پگھلا دے اور موت کا وقت ان تک آپہنچے۔ روئے زمین پر کوئی ایسا نہیں جو اپنی عقل پر فخر نہ کرے جو کچھ کسی اور کا ہے اس کا ہوتا یہ امر اسے کوئی خوش نہیں کرتا اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ حسد کیوجہ سے مر جاتے۔لیکن انسان کے بارے میں اگر یہ رائے رکھی جاتی ہے کہ وہ کسی اور سے حسد کرتا ہے تو اس کی اپنی رائے یہ بھی ہوتی ہے کہ کسی چیز میں اس سے بھی حسد کیا جارہا ہے۔

پھر جاحظ اسم اور مسمی کے بارے بحث شروع کرتا ہے جو ہمارا موضوع بحث ہے۔اگر اسباب میں اختلاف نہ ہوتا تو سب لوگ ایک شہر میں بستے ایک ہی نام رکھتے ایک ہی کنیت اپنانے میں جھگڑا کرتے۔جس طرح آپ دیکھتے ہیں مختلف اشیاء کے انتخاب کے باوجود لوگ قبیح نام اور کنیت رکھ لیتے ہیں جبکہ ناموں پر پابندی نہیں صنعتیں مباح ہیں تجارت کے طریقے کھلے ہیں اور راستے آزاد ہیں۔ لیکن ظاہر میں تو یہ آزاد ہیں لیکن باطن میں تقسیم شدہ ہیں اگرچہ لوگ اس حکمت ومصلحت کا ادراک نہیں کرسکتے جو حکیم نے تدبیر فرمائی ہے پس وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے جس نے انسان کے دل میں یہ محبت ڈال دی کہ وہ اپنے بیٹے کا نام محمد رکھتے ہیں اسی طرح دوسرے کے دل میں یہ محبت رکھ دی کہ وہ اپنے بیٹے کا نام شیطان رکھے ایک کے دل میں عبداللہ اور دوسرے کے دل میں حمار نام رکھنے کی محبت پیدا کردی۔ کیونکہ لوگ ناموں کے انتخاب میں مزاج کے اعتبار سے مختلف نہ ہوتے تو یہ ممکن نہ تھا کہ سب ایک ہی نام پر متفق ہوجاتے جس سے پہچان ناممکن ہوجاتی اور معاملات درہم برہم ہوجاتے۔

اس کے بعد پھر ہم اصل موضوع کی طرف پلٹتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ وہ نام جو حضور ﷺ کی ذات کیلئے تجویز ہوا اور جس کی بشارت کئی صدیاں پہلے دی گئی یہ صرف ایک نام ہی نہ تھا بلکہ وہ نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی اور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، اللہ تعالی نے اسم احمد ﷺ کو اس بات سے محفوظ رکھا کہ حضور ﷺ سے پہلے کوئی یہ نام رکھے پھر نام محمد ﷺ کو محفوظ رکھا وہ صرف زمانہ نبوت سے تھوڑا پہلے لوگوں میں ظاہر ہوا اور عربوں میں سے چند افراد نے اپنے بیٹوں کا یہ نام اس

Marfat.com

لئے رکھا کہ ان کا بیٹا نبی منتظر ہو جس کا زمانہ آچکا ہے۔ جس کی صبح کی بشارتیں ظاہر ہو رہی ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے یوں بھی اسے محفوظ رکھا کہ جن لوگوں نے یہ نام رکھے تھے وہ نبوت کا خود دعویٰ کرتے یا کوئی اور ان کے بارے میں یہ بات کرتا۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار جو آپ کی شریعت پر ایمان لائے آپ کی نبوت کی حقیقت کو پہچانا اور قریب سے اللہ تعالیٰ کے ان انوار کا مشاہدہ کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے ان پر برس رہے تھے اگر وہ ارادہ کرتے کہ آپ کے لئے موزوں نام کا انتخاب کریں جلال نبوت اور عظمت نبوت کے مناسب ہوتا تو اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ معزز اور مناسب نام نہ پاتے۔

وہ ذات ہر عیب سے پاک ہے۔ جس کے لئے عالم خلق اور عالم امر ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں آسمانوں وزمین کی بادشاہت ہے اور جس کی طرف ہر امر نے لوٹنا ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (الاعراف)

”خبردار اس کیلئے ہی خلق وامر ہے اللہ رب العالمین بڑی برکتوں والا ہے“۔

Marfat.com

دوسرا باب

نبی اور نبوت

کیا نبوت انسانی ضرورت ہے؟

قدیم و جدید زمانوں میں کثیر لوگ نبوت کے معاملہ میں باہم اختلاف کرتے رہے ہیں کہ کیا کوئی ایسی انسانی ضرورت ہے جو اس کی متقاضی ہو کہ انسانوں میں انبیاء و رسل کا سلسلہ قائم ہو جو اللہ اور لوگوں میں سعادت کا فریضہ سرانجام دیں جبکہ وہ آسمان کی وصیت اور شریعت کے حامل ہوں۔

اس سلسلہ میں لوگوں کے کئی نقطہ ہائے نظر ہیں۔

سماوی شریعت پر ایمان رکھنے والے اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی شریعت ایسے رسول سے حاصل کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوا یہ رسول انسانوں میں سے ایک ہے وہ اسے یوں پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اسے ان میں سے اس لئے منتخب کیا ہے کہ وہ لوگوں تک اس کی شریعت پہنچائے۔

رہے شریعت سماوی پر ایمان نہ رکھنے والے وہ یہ مانتے ہی نہیں کہ لوگوں میں کسی انسان کا عالم بالا کے ساتھ تعلق رہا ہے کیونکہ دونوں جہانوں (زمین آسمان) کے طبعی نظام مختلف ہیں اس رائے کے حاملین کے ہاں یہ اس وقت درست ہو سکتا ہے جب وہ عالم بالا کے وجود کے قائل ہوں۔ رہے مادہ پرست وہ عالم بالا کے وجود کو مانتے ہی نہیں وہ شریعت سماوی رسولوں کی بعثت حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا صراحتاً انکار کرتے ہیں۔

ہم نہیں چاہتے جو لوگوں میں رسولوں کی شان ان کی طبیعتوں اور اس انسانی ضرورت کے متعلق لوگوں کا جو اختلاف ہے اسی نقطہ پر طویل وقت تک ٹھہرے رہیں۔ یعنی وہ ضرورت جو اس نبوت کی متقاضی ہے اور یہ کہ انسان کا عالم بالا کے ساتھ اتصال کا امکان ہے جب اہل سموات اپنے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کا ارادہ کریں ہم یہاں طویل بحث کرنا اس لئے بھی نہیں چاہتے کیونکہ اس ضمن میں ہمارا مقصود رسالت محمدیہ سے گفتگو کرنا ہے۔ لیکن میں ارادہ کرتا ہوں کہ اختصار کے ساتھ رسولوں پر ایمان لانے والوں اور ان کا انکار کرنے والوں کا نقطہ نظر پیش کردوں تاکہ اس کی مدد سے اس نبی اعظم حضرت محمد بن عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے بارے گفتگو کرنے کی راہ پا سکوں۔ ہماری گفتگو ان لوگوں کے ساتھ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ وہ تو ہمارا بھی ایمان و عقیدہ ہے کیونکہ ہم تو نبوت کے منکرین کے مقابلہ میں ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ ان

Marfat.com

کی آراء میں اختلاف ہی کیوں نہیں ہماری گفتگو ان لوگوں کے ساتھ بھی نہیں جو مادہ پرست ہیں ملحد ہیں جو مادہ کے علاوہ ہر چیز کا انکار کر دیتے ہیں وہ خالق و معبود کا اعتراف نہیں کرتے کیونکہ رسول اور انبیاء جو اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے درمیان سفارت کا کام کرتے ہیں کی شان میں گفتگو کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لے آئیں ہماری گفتگو صرف ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کا اعتراف کرتے ہیں اس پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان رسالت کو نہیں مانتے نہ ہی اس ضرورت کو مانتے ہیں جو اس نبی اور رسول کا تقاضا کرے جو لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچائے۔

جو لوگ اس نقطہ نظر کے حامل ہیں وہ فلاسفہ اور حکماء کی جماعت ہے جن پر رسولوں کی شان مشتبہ ہوئی اور ان کی عقلوں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا کہ کوئی ایسا عظیم منصب بھی ہو سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسول فائز ہیں۔ یہ حکماء و فلاسفہ اس معاملہ میں دو متضاد آراء رکھتے ہیں ایک روئے انسان کی حقارت کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کے مطابق انسان تمام حیوانوں کی طرح ایک حیوان ہے وہ حیوانات کی جماعت اور ان کی نسل سے الگ نہیں ہو سکتا اس پر قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ ان کے زمرہ میں زندگی بسر کرے نہ کہ وہ اپنے لئے کسی ایسی شان کا دعوی کرے جس کی وجہ سے اس کی اصلیت بدل جائے یا وہ انسان کو جمعیت حیوانی سے خارج کر دے۔

یہ بدشگونی لینے والے فلاسفہ کا نقطہ نظر ہے جنہوں نے اس زندگی کی طرف سیاہ عینک کے ساتھ دیکھا تو تمام کائنات کو سیاہ پایا انہوں نے انسان کو مٹی کے ڈھیر اور کیچڑ کے سمندر میں ایک غرق شدہ کیڑا دیکھا۔

قدیم فلاسفہ کی کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کی ذات پر تو ایمان رکھتی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان نہیں رکھتے تھے نہ اس بات کو تسلیم کرتے کہ انسان ملأ اعلیٰ کے ساتھ رابطہ اور معاملہ کر سکتا ہے گویا اس نقطہ نظر کے حامل فلاسفہ نے اپنی ذاتوں کو دیکھا تو انہوں نے یہ پایا کہ وہ فلسفی کامل عقل والے ہیں اس کے باوجود ان کی عقلیں انہیں عالم بالا تک نہیں لے جا سکیں اور نہ ہی وہ اس تک رسائی حاصل کر سکے تو ایک ایسے انسان کیلئے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے جس کے پاس نہ فیلسوف کی عقل ہے نہ اس کی دانش ہے۔

ابن تیمیہ ان فلاسفہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یونان وھند کے مصنوعی فلاسفہ ایک کامل انسان کے وجود کے منکر ہیں اگر انہوں نے انبیاء کی بعض صفات کا اقرار کیا ہے تو انہوں نے صرف ان صفات کا اقرار کیا ہے جو انبیاء کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ انبیاء اور دوسرے لوگوں کے درمیان مشترک ہیں تاہم انہوں نے مطلق انبیاء کو تسلیم نہیں کیا۔ (نبوات لابن تیمیہ صفحہ:۲۵)

یہ نقطۂ نظر جو انسان کو اس بات سے روکتا ہے کہ وہ اس خاک سے بلند ہو اقوام میں نسل در نسل

Marfat.com

موجود رہا جس کی وجہ سے فلاسفہ اور مفکرین کے عقول میں طوفان برپا رہا۔

نیتشے کہتا ہے ہم آسمانوں میں ملکوت کے متلاشی نہیں ہم انسان ہیں۔ ہم زمینی ملکوت کے متلاشی ہیں۔ ہم انسان ہیں یعنی ہم زمین کے کیڑے مکوڑے ہیں ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں نہ یہ زیب دیتا ہے کہ زمینی سلطنت سے تجاوز کریں۔

اس تاریک فلسفہ کے تحت انسان اس کا محکوم ہے کہ وہ زندگی میں اسی ذلیل وحقیر حالت میں رہے اس کا تعلق اس مٹی کے ساتھ رہے اس میں عالم بالا سے کوئی نور نہیں انسان ایسا نہیں جیسے سماوی ادیان بتاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا زمین میں نائب ہے اور اسے دوبارہ عالم بالا کی طرف لوٹنا ہے جس سے وہ نکلا ہے۔

نیتشے یہ بھی کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اسے بندر پیدا کیا جس سے وہ اپنی طویل ابدیت میں کھیلتا رہا۔

یہ ان دو نقطۂ نظر میں سے ایک ہے جنکو پیش نظر رکھتے ہوئے فلسفہ مومن انسان میں غور کرتا ہے یہ وہ نظریہ ہے جو اس بات کا انکار کرتا ہے کہ انسان کا عالم بالا کے ساتھ کوئی تعلق ہوسکتا ہے اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہوسکتا ہے جو عالم بالا تک پہنچ سکے اور کوئی معاملہ کرسکے۔ جہاں تک دوسرا نقطہ نظر ہے یہ انسان کی قدر و منزلت اور رسالت سماویہ کے اہل ہونے میں پہلے سے مطلق مختلف ہے تاہم اس نقطۂ نظر کی پھر دو قسمیں ہیں ایک قسم انسان کے گرد گھومتی ہے اور اس کی شان کو اس کے مقام سے بھی آگے لے جاتی ہے یہ انسان کو ایسے مقام پر دیکھتی ہے کہ وہ شریعت سماوی اس کی انسانی زندگی کی تدبیر کرنا، اس کیلئے راستہ کا تعین کرنا اور اس کے عقیدہ کی اصلاح کرنے سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ اس لئے آسمان سے بھیجے گئے رسول کی کوئی ضرورت نہیں جو لوگوں کیلئے شریعت لائے اور لوگوں کیلئے دین قائم کرے اس مقام پر لوگوں نے یہ گمان کیا کہ ان میں ایسے قائد، مصلح اور فلسفی ہونے چاہیں جو انہیں میں سے ان کی طرف آئیں جو زمین سے تعلق رکھتے ہوں اور اسی زمین میں رہیں۔

دوسری قسم مقام رسالت سے بھی بلند ہو جاتی ہے اس کی رائے یہ ہے کہ انسان جب بلندی اور صفائے باطن کا مقام پا لیتا ہے تو اس کیلئے ہرگز ایسا راہنما نہیں ہونا چاہئے جو اس کیلئے آسمانی پیغام کو لائے جو راہنماء اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔

جب یہ یقینی ہے کہ لوگوں پر سماوی شریعت نازل ہو تو اس کا حامل ایسا ہونا چاہئے جو عالم بالا سے مبعوث ہو جو لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ مسیح ہی اللہ ہے یا وہ ابن اللہ ہے (نعوذ باللہ) ان کا یہ دعوی بھی اسی احساس پر قائم ہے جو ان لوگوں میں موجود ہے جو مقام رسالت کو اس سے برتر جانتے ہیں کہ

Marfat.com

انسانوں میں سے کوئی اس تک پہنچ سکتا ہے یا انہیں میں سے کوئی اس عظیم شرف کو پا سکتا ہے یہ مقام اس سے بہت بلند و بالا ہے کہ کوئی انسان اس کے ساتھ متصف ہو۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں کے ہاں بعض رسول بشریت سے نکل جاتے ہیں یہودیوں نے کہا عزیر بن اللہ نصاری نے کہا مسیح بن اللہ یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں وہ ان لوگوں کے قول کی مشابہت کرتے ہیں جنہوں نے ان سے قبل کفر کیا اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے وہ کیسے کیسے بہتان باندھتے ہیں قرآن حکیم رسولوں کے دعویٰ کے مقابل اس نقطہ نظر کی حامل فکر کی یوں وضاحت کرتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے بارے یوں فرماتا ہے:

فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ (القمر)

''پھر انہوں نے کہا کیا ہم اپنے میں سے ایک بشر کی اتباع کریں پھر تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے کیا اتاری گئی ہے وحی اس پر ہم سب سے (یہ کیونکر ممکن ہے) بلکہ وہ بڑا جھوٹا شیخی باز ہے''۔

اللہ جل شانہ فرعون اور اس کی قوم کے متعلق فرماتا ہے:

فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ (المومنون)

''تو انہوں نے کہا کیا ہم ایمان لے آئیں ان دو آدمیوں پر جو ہماری مانند ہیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے''۔

اللہ تعالیٰ قوم نوح کے بارے فرماتا ہے:

وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ (المومنون)

''اور اگر تم پیروی کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تو تم تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے''۔

اللہ جل وعلا کفار قریش کے متعلق فرماتا ہے:

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۘ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲﴾ (یونس)

''کیا یہ بات لوگوں کیلئے باعث تعجب ہے کہ ہم نے وحی بھیجی ایک مرد (کامل) پر جو ان میں سے ہے کہ ڈراؤ لوگوں کو اور خوش خبری دو انہیں جو ایمان لائے کہ ان کیلئے مرتبہ بلند ہے ان کے رب کے ہاں کفار نے کہا بلاشبہ یہ جادوگر ہے کھلا ہوا۔

Marfat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ (فرقان)

"اور کہا ان لوگوں نے جو امید نہیں رکھتے تھے ہم سے ملنے کی کہ کیوں نہ اتارے گئے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے تھے اپنے دلوں میں اور انہوں نے حد سے بڑھ کر سرکشی کی"۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾ (انعام)

"اگر ہم بناتے نبی کسی فرشتہ کو تو بناتے اس کو انسان (کی شکل میں) تو یوں ہم مشتبہ کر دیتے ان پر جس شبہ میں وہ اب ہیں"۔

رسول کی بشریت

اگر لوگوں کیلئے یوں ہی واقع ہوتا جس کی وہ آرزو کرتے کہ رسول ایک فرشتہ ہوتا تو لوگوں کا معاملہ درست ہوتا نہ ہی اس نبی اور لوگوں کے درمیان کام صحیح ہوتا لوگ اس کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوتے اور اس کے پیغام سے غافل ہو جاتے اسی بارے میں قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ (بنی اسرائیل)

"اور نہیں روکا لوگوں کو ایمان لانے سے جب آئی ان کے پاس ہدایت مگر اس چیز نے کہ انہوں نے کہا کہ کیا بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر (ایسا نہیں ہو سکتا) فرمایئے اگر ہوتے زمین میں (انسانوں کی بجائے) فرشتے جو اس پر چلتے (اور اس میں) سکونت اختیار کرتے تو ہم (ان کی ہدایت کیلئے) ان پر اتارتے آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر"۔

کیسے لوگوں کے درمیان فرشتہ کا مقام قرار پکڑ سکتا تھا کیونکہ فرشتہ کیلئے ممکن ہی نہیں کہ وہ لوگوں کے درمیان انسان کے علاوہ کسی اور صورت میں ظاہر ہو بصورت دیگر وہ لوگوں کے درمیان فتنہ کا باعث ہوگا اور لوگ اس کی طرف یوں بھیڑ کریں گے جیسے پتنگ چراغ پر جمع ہوتے ہیں اس کے گرد چکر لگاتیں ہیں یہاں تک کہ تھک ہار کر گر پڑتے ہیں۔ اسی طرح انسان کا معاملہ ہے اس صورت میں بھی درست نہیں ہو

Marfat.com

سکتا کہ جب فرشتہ انسان کی صورت میں رسول بن کر آئے کیونکہ جب تک وہ انسانی صورت میں انہیں ملے گا ان کے دلوں میں ایک انسان کے رسول بننے کے بارے میں جو شبہات ہوں گے ان میں کچھ تبدیلی نہیں کر سکے گا کیونکہ اس حالت میں وہ ایک انسان ہوگا وہ اسے اپنی آنکھوں سے انسان کی ایسی صورت میں دیکھیں گے جو لوگوں کی صورتوں سے مختلف نہیں جن کے وہ پہلے سے عادی ہیں اسی وجہ سے قرآن حکیم نے ایک غبی اور احمق انسان کا ردیوں کیا ہے ''اگر ہم اسے (رسول کو) فرشتہ بناتے تو اسے انسان کی شکل میں بناتے اور اس پر معاملہ کو یوں مشتبہ کر دیتے جس شبہ میں وہ اب پڑے ہوئے ہیں۔یعنی اگر فرشتے لوگوں کی طرف رسول بن کر آتے تو وہ انسانی شکل وصورت میں ہی آتے کیونکہ فرشتوں کی صورت میں ان کا آنا لوگوں میں انہیں ایسا مقام ومرتبہ عطا نہیں کر سکتا تھا جس سے وہ مطمئن ہوں اور ان کا انسانی صورت میں آنا انہیں لوگوں کے ہاں ایسا مقام نہیں دے سکتا جو اس مقام سے مختلف ہو جو وہ نوع انسانی سے متعلق رسولوں کو دیتے ہیں تو پھر کوئی مقصد ہی باقی نہ رہا کہ رسول فرشتہ ہو جبکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ بشری صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں آئے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ اس خصومت اور جدل کے موقع پر قرآن حکیم نے رسولوں کے بنی نوع انسان میں سے ہونے کو ثابت کرنے کے لئے کتنا ٹھوس اور واضح انداز اپنایا وہ نقطہ نظر جہاں سرکش کفار اٹکے ہوئے ہیں وہ ایک ہی ہے کہ رسول بشر نہیں ہوسکتا اور خواہ وہ کوئی ہو جو بھی یہ دعوی کرے کہ وہ رسول ہے اس کا دعوی اس قابل نہیں کہ اسے قبول کیا جائے تو قرآن حکیم نے اس گمراہی کو دور کرنے اور بے خبروں پر حقیقت واضح کرنے کیلئے ان کے نقطہ نظر کو ایسے انداز میں پیش کیا کہ اس میں غور وفکر کرنا اور مدمقابل کے دعوی کو سننا ممکن ہو گیا نیز پہلی دفعہ ہی فیصلہ کن بات نہ کہی کہ سراسر گمراہی ہے اور اس کے قابل ہی نہیں کہ اس کے مقابل کھڑا ہوا جائے اور غور وفکر کیا جائے بلکہ قرآن حکیم نے بحث وتمحیص کی گنجائش رکھی اور انہیں بتایا کہ ان کا نقطہ نظر بڑا توجہ طلب ہے اور ان پر بھی لازم ہے کہ اس کا حکم سننے کیلئے اپنے کان کھول کر رکھیں قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ (الاسراء) ''اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے تو ہم ضرور ان پر آسمان سے فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتہ بھیجے لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ اس فرشتہ کے ساتھ ان لوگوں کے معاملات درست ہو جائیں کیا کوئی ''ہاں'' کہنے کی جرأت رکھتا ہے اگر کوئی بے وقوف اور احمق ''ہاں'' کہہ دے تو اسے کہا جائے گا تجھے فرشتہ کی صورت میں ملے؟ کیا وہ اپنی نورانی صورت میں تجھ سے ملاقات کرے؟ اس صورت میں تو ہرگز نہیں دیکھ سکے گا اور نہ ہی اسے پہچان سکے گا اس سے کوئی چیز اخذ نہیں کر سکے گا یا وہ تمہیں انسانی صورت میں ملے انسان کی زبان میں تجھ سے

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

کلام کرے ایسا ہونا ممکن ہے لیکن تجھے یہ کون بتائے گا کہ وہ انسان کی صورت میں فرشتہ ہے جسے ظاہر ہے وہ انسان ہے تیرے نزدیک ظاہر امر میں تو انسان فرشتے اور انسان رسول میں کوئی فرق نہیں ہوگا تو پھر بشر رسول کے بارے میں جو شکوک وشبہات اب موجود ہیں وہ رسول فرشتہ کے بارے بھی تجھ پر وارد ہو سکتے ہیں اسی چیز کو قرآن حکیم اپنے اس ارشاد میں واضح کرتا ہے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ (انعام)

''اگر ہم رسول کو فرشتہ بناتے تو اسے انسان ہی بناتے تو ہم ان پر یہ معاملہ اسی طرح مشتبہ کر دیتے جیسے اب ان پر مشتبہ ہے''۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے

حکمت الٰہی نے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ انسانوں کی طرف انسانوں میں سے رسول بھیجے تا کہ رسول اور جن لوگوں کی طرف اسے مبعوث کیا گیا ہے ان کے درمیان انس ومحبت وہ اپنے رسول میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتے جس سے پہلے وہ مانوس نہ ہوں جبکہ اس وقت صورتحال مطلقا مختلف ہوتی جب ان کے پاس رسول انسان کے علاوہ کسی اور صورت میں آتا بلکہ اس وقت تعجب ودہشت اور فتنہ وابتلاء کی ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی جو انسانوں میں سے ایک رسول بھیجے جانے سے کئی گنا بڑھ کر ہوتی اسی وجہ سے قرآن حکیم بشر رسول کے آنے پر مشرکین کے تعجب کا یوں انکار کر رہا ہے۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ (یونس:2)

''کیا لوگوں کیلئے یہ تعجب کا باعث ہے کہ ہم انہیں میں ایک انسان کی طرف وحی کریں کہ تو لوگوں کو خبردار کرے''۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت عربیہ پر یوں احسان جتلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبہ)

''تحقیق آچکا ہے تمہیں میں سے ایک رسول شاق ہے اس پر وہ چیز جو تمہیں تکلیف دے وہ تم پر حریص ہیں مومنین کے ساتھ شفیق ورحیم ہیں''۔

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (جمعہ)

Marfat.com

''وہی ذات پاک ہے جس نے امیوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا وہ اللہ تعالیٰ کی آیات ان پر تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ اس سے قبل وہ واضح گمراہی میں تھے''۔

اسی طرح سابقہ امتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہوا کہ ہر رسول انہیں میں سے ایک تھا اور انہیں کی زبان میں گفتگو کرتا تھا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (ابراہیم: 4)

''اور ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول مگر وہ اپنی قوم کی زبان بولتا تا کہ ان پر واضح کرے''۔

مخلوق میں سے بہترین

جب رسول ایک بشر ہے تو تیرا کیا گمان ہے کہ لوگوں میں اس کی کیا شان ہوگی کیا تو اسے محض ایک انسان پائے گا جس کا عقل اور اخلاق میں کوئی امتیاز نہیں ہوگا یا تو اسے ایک جابر انسان پاتا ہے جس نے لوگوں کے دلوں کو رعب وجلال سے بھر رکھا ہے یا وہ ذلیل وکمزور ہے جو لوگوں سے ذلت ورسوائی ہی پاتا ہے۔ خبردار رسول نہ پہلی قسم سے تعلق رکھتا ہے نہ دوسری قسم سے بے شک رسول میں رسالت کی ذمہ داریوں کیلئے وحی الٰہی سے قبل اور لوگوں کو یہ پیغام سنانے سے قبل ایسی نشانیاں اور دلائل ہونے چاہئیں جو اس کی کمال عقل کمال مروت پاکدامنی لوگوں میں اچھی شہرت پر دلالت کریں ان کی بعثت سے قبل لوگ ایسی باتیں پاتے ہیں جن پر ان کی تعریف اور عظمت بیان کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رسول اپنی قوموں میں ایسے ہوتے ہیں بہترین سے بہترین ان سے جھوٹ واقع ہوتا ہے نہ کردار میں کوئی شک، رسالت کے بعد ان کی قوم محض حسد، تکبر اور عناد کیوجہ سے ان کی تکذیب کرتی ہے قرآن حکیم قوم ثمود کی ان کے نبی حضرت صالح کے حق میں شہادت کو یوں بیان کرتا ہے یہ ایسی شہادت ہے جس کے انکار کی وہ طاقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ انکار سے ماوری ہے جبکہ انہوں نے جو کچھ سلوک حضرت صالح کے ساتھ کیا وہ عناد اور سرکشی کی بنا پر کیا

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ﴿۶۲﴾ (ہود)

''انہوں نے کہا اے صالح اس سے قبل تو آپ ایسے مقام پر فائز تھے کہ آپ سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں''۔ یعنی رسالت سے قبل آپ میں جو خیر اور صلاح کے آثار دیکھتے اس بنا پر آپ سے بڑی امیدیں وابستہ تھیں جب حضرت صالح انہیں ہدایت کی طرف دعوت دینے کیلئے تشریف لائے اور

Marfat.com

انہیں ان کے رب کا پیغام پہنچایا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا گویا کہ آپ کو پہنچانتے ہی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے ہاں صادق، امین تھے جب آپ پر وحی کا نزول شروع ہوا تو جیسے جانتے تھے کہ اس انکار کر دیا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ کیساتھ آپ کو دلاسہ دیا

فَاِنَّهُمْ لَا یُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾ (انعام)

''وہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے لیکن ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں''۔

ابو جہل آپ کو کہتا قسم بخدا ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ جو پیغام آپ لائے ہیں اس کو جھٹلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ اس عظیم کام کیلئے منتخب رسول انسانیت کا خلاصہ اور اس کا سردار ہونا چاہئے ہر زمانہ اور ہر وقت میں نبوت کا سورج ضوفشاں رہے اور رسالت کے انوار نور بکھیرتے رہیں پس نبی اور رسول بھی اپنی قوم کا ایک شخص ہوتا ہے جو کمال انسانی میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے وہ ایسا انسان ہوتا ہے جس میں اس زمانے کے بشری کمالات متشکل ہوتے ہیں اور تمام فضائل جمع ہوتے ہیں ایسا رسول جس میں یہ صفات جمع ہیں وہ اس لائق ہے کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان واسطہ بنے اور اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان سفارت کا فریضہ سرانجام دے۔ جس نبی کے ذمہ آسمانی پیغام کو لوگوں تک پہنچانے کا فریضہ سونپا جائے اس کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ انسان کی کامل ترین صورت میں ہو ظاہر و باطن میں مکمل ہوتا کہ لوگ اس کی دعوت کو قبول کریں اور جس کی طرف وہ دعوت دے رہا ہے اس پر لبیک کہیں۔

اگر تو ایک پاکیزہ کلمہ ایسے انسان سے سنے جس میں طہارت و تقویٰ سے تو متعارف ہے اس کی سیرت میں اس پاکیزہ کلمہ کے آثار پاتا ہے جو وہ تجھے کہہ رہا ہے اور اس کے سننے اور قبول کرنے کی دعوت دے رہا ہے تو اس کے اثر اور ایسے کلمہ کے اثر میں بہت فرق پائے گا جو تیرے پاس ایسے انسان کی زبان پر واقع ہوتا ہے جو کمزور اور فضول ہے تو اس انسان کی ایسی حالت نہیں دیکھتا جو اس کے احترام اور عزت پر تجھے برانگیختہ کرے تو اس کی گفتگو کی کوئی قدر و قیمت، نہ اثر ہو گا خواہ وہ گفتگو کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو جب وہ ایک کھنڈر وجود سے صادر ہو گی تو وہ بے روح ہو گی، اس میں حرارت اور زندگی مفقود ہو گی، جس طرح خراب گولہ توپ سے نکلتا ہے تو وہ اپنے نشانہ تک نہیں پہنچتا، تمام رسول پاکیزہ کلمات کو لوگوں تک لانے والے ہوتے ہیں ان کی زبانوں پر حکمت اور موعظہ حسنہ جاری ہوتی ہے جب لوگ ان کلمات میں محبت کی خوشبو پاتے اور سونگھتے ہیں تو وہ کلمات عقل و دل پر اچھا اثر چھوڑتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی فطرت میں ایسی روحانی قوت ہوتی ہے جو ان کے احکامات میں ایسا اثر پیدا کرتی ہے جو لوگوں کے دلوں میں پختہ ہو جاتا ہے جس کے ذریعے وہ ان کے مالک بن جاتی

Marfat.com

ہے۔ دانشمند لوگ رسول کی صداقت پر جو قوی ترین دلیل سے استدلال کر سکتے ہیں وہ رسول صادق اور کاہنوں سے مدعیان نبوت کے درمیان جس سے فرق کر سکتے ہیں یہ ہے کہ رسول انسانی فضائل میں کسی ایک فضیلت کی طرف اس وقت تک دعوت نہیں دیتا بلکہ تمام زمانوں یعنی نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد بھی اس پر قائم رہتا ہے اور کسی برے کام سے دوسروں کو نہیں روکتا بلکہ خود بھی اس سے ہر حال میں اعراض کرتا ہے اور دور رہتا ہے اس طرح لوگ اسے یوں دیکھتے ہیں کہ اس کا فعل قول کے موافق ہوتا ہے اور کردار خبر کی تصدیق کرتا ہے۔ جو کچھ ہم نے کہا زندگی کے واقعات اس کی تائید کرتے ہیں اصلاح کی دعوتوں میں سے کسی دعوت نے بھی اجتماعی سیاسی اور فکری میدانوں میں اتنی ہی کامیابی حاصل کی جس قدر اس کی دعوت دینے والوں کے دلوں میں اس بارے میں صدق و اخلاص تھا لوگ اس دعوت کے مقاصد اور داعی کے طرز زندگی میں موافقت کو دیکھتے ہیں اس کے برعکس بہت ساری دعوتوں میں ناکامی اور ادبار بھی پاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دعوت کے مقاصد اور داعی کے کردار کے درمیان فرق اور تضاد ہوتا ہے اس کا قول اور عمل مختلف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ زندگی کی مذمت کی ہے کہ انسان کے قول و عمل میں تضاد ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٢ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝٣ (صف)

''اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے...... اللہ تعالیٰ کے سخت ناراضگی کا باعث ہے کہ تم وہ کہو جو تم کرتے نہیں''۔

جب یہ خلق انسان کی انفرادی زندگی اور خاص اس کی حالت میں بھی برا ہے تو تیرا اس انسان کے بارے میں کیا نقطہ نظر ہوگا جب اس کا کردار اس طرح ہے اور اس نے اپنے آپ کو عام لوگوں کی دعوت کیلئے معین کر رکھا ہو اس بارے میں لوگوں کو بشارتیں دیتا ہو یا ان پر برانگیختہ کرتا ہو بیشک یہ تو مجسم برائی اور عظیم مصیبت ہے۔ دیکھو تو سہی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسے شان بلند فرمائی آپ کو شعراء کی جماعت سے الگ کیا اس بہتان کو دور کر دیا جو قریش کے کفار آپ پر لگایا کرتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ آپ شاعر ہیں جب وہ قرآن کے حسن و جلال کو دیکھتے تو اس کیلئے کوئی اور تعبیر نہ پاتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر تلاوت فرماتے مگر یہی کہ اسے شعر کہتے کیونکہ وہ شعر کو ہی موثر ترین کلام جانتے پہچانتے تھے اللہ تعالیٰ ان کے اس قول کا یوں رد فرماتا ہے:

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝١٩ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝٢١ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ۝٢٣ وَمَا هُوَ عَلَى

Marfat.com

الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ (تکویر)

''یہ رسول کریم کا قول ہے جو بڑی قوت والا صاحب عرش کے ہاں معزز، اطاعت کیا گیا اس سے بڑھ کر کہ امین ہے تمہارا صاحب مجنون نہیں اور تحقیق اس نے اسے افق مبین پر دیکھا اور وہ غیب پر بخیل نہیں''

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں

وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ (الحاقہ)

''یہ شاعر کا قول نہیں تم بہت کم ایمان رکھتے ہو یہ کسی کاہن کا قول نہیں تم بہت کم غور وفکر کرتے ہو یہ رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے''۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں کہ

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ (یس)

''ہم نے اسے شعر نہیں سکھایا اور اسے یہ زیبا نہیں یہ نہیں ہے مگر ذکر اور قرآن مبین''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ کی شعرا در شعراء سے رفعت اس وجہ سے ہے کہ شعر پر خیال غالب ہوتا ہے جو حقیقت میں واقعہ کی تکذیب کرتا ہے اور شعراء کی زندگیاں عموما اس سے مختلف ہوتی ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں

وَالشُّعَرَاۗءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ (الشعراء)

''شعرا کی پیروی گمراہ کرتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہ وادی میں بھٹک رہے ہوتے ہیں''۔

بلکہ ایک شاعر مناسب ترین احوال مین بھی اپنا شعر خیال کے تانے بانے میں ترتیب دیتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ وجدان کے تابع ہوتا ہے یہ بہت ہی بعید بات ہوگی کہ حقائق کو تسلیم کیا جائے جب ان میں وجدان کی حاکمیت اور شعور کا غلبہ ہو پھر یہ بھی حقیقت سے بہت ہی بعید امر ہوگا کہ شاعر خود بھی اسے اپنائے جو وہ کہتا ہے یا اس کی زندگی میں وہ ہر وہ چیز جاری وساری ہو جو شیاطین سے القاء کرتے ہیں کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اس کا شعر آرزوئیں اور خواب ہیں اگر ان میں سے کوئی ایک درست بھی ہو تو بھی ان کی اکثریت اکثر حالات میں صحیح نہیں ہوتے اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے ''سب سے اچھا شعر وہ ہوتا ہے جس میں سب سے زیادہ جھوٹ ہو۔

Marfat.com

تیسرا باب

معجزہ اور اعجاز

اللہ کا رسول اگر چہ ایسی ذات روحانی اور عقلی صفات رکھتا ہے جن کی وجہ سے وہ اپنی قوم میں نمایاں اور معروف ہوتا ہے اور ان میں ارفع مقام حاصل کرتا ہے پھر بھی اس سے ہمیشہ ایسی نشانیوں اور معجزات کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو اس کے اس دعوی کو ثابت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول بن کر آیا ہے اور لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لایا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو معجزات قاہرہ عطا فرمائے گئے جو لوگوں کے سامنے یوں عیاں ہوئے جن سے وہ مانوس نہیں تھے اور ایسی چیزوں کو ظاہر کیا جن کی طاقت رکھتے نہ اس کی کوئی توجیہ پاتے تو سوائے اس کے وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اور اس رسول کی صداقت اور اسکے دعوی کی تائید پر گواہی خیال کریں۔

معجزہ

معجزہ ایسا واقعہ ہوتا ہے جو زندگی کے مروجہ طریقوں سے ہٹ کر ظاہر ہوتا ہے اور اسباب و مسببات کے درمیان میں جو لازم و ملزوم کا رشتہ ہے اس سے مختلف انداز میں رونما ہوتا ہے۔ کتب مقدسہ نے ایسے بے شمار معجزات کا ذکر کیا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے ہاتھوں پر ظاہر فرمایا جیسے نوح علیہ السلام کا طوفان حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا یہ سب مادی معجزات تھے جو محسوس بھی کئے گئے اور دیکھے بھی گئے ایسے شواہد قائم ہوئے کہ لوگ ان کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہے ان معجزات نے لوگوں کی زبانوں کو گنگ کر دیا اور گردنیں جھکا دیں اس واضح غلبہ پر مشتمل ہونے کے باوجود یہ دائمی دشمنی اکثر لوگوں کو اس واقعہ سے بھاگنے، من گھڑت ابہام اور فضول معذرتوں کے پیچھے پناہ لینے کی طرف لے جاتا ہے ان کا تصور صرف یہ ہوتا ہے کہ جو عاملہ ان کیلئے ظاہر ہوا ہے اس سے چھٹکارا پائیں جبکہ ان کیلئے ایمان لانے یا فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا

قرآن حکیم ان بے وقعت نقطہائے نظر میں سے کچھ کو ذکر کرتا ہے جن کو ان متکبر اور سرکش لوگ واضح معجزات کے مقابل اپنایا جن معجزات کا بے وقوف لوگ ہی انکار کر سکتے ہیں۔

مثلاً بنی اسرائیل انہوں نے ایسے معجزات دیکھے جو حیوان کو قوت گویائی عطا کرتے اور جمادات کو حرکت دیتے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ سے عصا پھینکتے ہیں تو وہ ایک اژدہا بن جاتا ہے سمندر پر مارتے ہیں تو وہ یوں پھٹ جاتا ہے جیسے ہر حصہ ایک پہاڑ ہو آپ اسے پتھر پر مارتے ہیں تو اس سے

Marfat.com

پانی کے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے ہیں جبکہ بنی اسرائیل کے قبائل بھی بارہ تھے۔ انہوں نے یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے باوجود شکوک وشبہات کے بادل انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے روکتے رہے، ان کے اس غلط قول کی حکایت قرآن حکیم نے یوں کی

وَ اِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ (بقرہ)

''جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو عیاں دیکھ لیں۔ پس تمہیں کڑک نے آلیا جبکہ تم دیکھ رہے تھے''۔

اس سے بڑھ کر کون سی دشمنی ہوسکتی ہے اور اس گمراہی سے بڑی کون سی گمراہی ہوسکتی ہے۔ اس سے قبل حضرت نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت کا دور تھا اور آپ کے پاس ایسی دلیل وحجت تھی جس کا مقابلہ کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتے تھے جب آپ اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانے کی دعوت دیتے وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے تاکہ ان کی بات سنیں نہ ایمان لائیں وہ اپنے آپ کو کپڑوں میں چھپاتے تاکہ نہ دیکھیں نہ متاثر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی زبان پر فرماتا ہے۔

وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ﴿۷﴾ (نوح)

''جب میں نے بھی انہیں دعوت دی تاکہ تو انہیں بخش دے انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھیں اپنے آپ کو کپڑوں سے ڈھانپ لیا اور اصرار کیا اور بہت زیادہ تکبر کیا''۔

وہ نور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے پھوٹ رہا تھا اس سے ان کا یہ فرار تھا وہ اس پاگل پن والے عمل کے سوا دفاع کی کوئی صورت نہ پاتے ''کہ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیا''۔ قرآن کریم بعض مفار کے عناد، کفر پر اصرار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کا ذکر کرتا ہے جبکہ آیات ومعجزات کیسے ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾ (حجر)

''اگر ہم ان پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیں وہ اس میں سے اوپر چڑھیں تو وہ کہیں گے ہماری تو نظریں بند کر دی گئیں بلکہ ہم پر جادو کر دیا گیا''۔

بے شک یہ ان کا عناد اور محض ضد کی بنا پر جھگڑا ہے بے شک یہ تکبر اور اس پر مضبوطی سے قائم رہنا

Marfat.com

اور اس پر ان کا حریص ہونا ہے:

وَ اِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ۚ وَ اِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الۡغَيِّ يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا (اعراف:146)

''اگر وہ کوئی بھی معجزہ دیکھیں اس پر ایمان نہیں لاتے اور اگر وہ ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اسے نہیں اپناتے اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھیں اسے اپنا لیتے ہیں''۔

معجزات کا امکان

بعض فلاسفہ معجزہ کے بارے میں شک و انکار کا شکار ہیں اور کثیر فلاسفہ معجزہ کے امکان کو ہی تسلیم نہیں کرتے اگر چہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کائنات کا اسے خالق مانتے ہیں معجزہ کے انکار اور شک کے بارے میں فلاسفہ کی دلیل کمزور اور فضول ہے علمی حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے نہ زندگی اور تاریخی واقعات پر منحصر ہے۔ معجزات کو تسلیم کرنے والوں کے نزدیک معجزہ عادت کے خلاف وقوع پذیر ہونے والے واقعہ کو کہتے ہیں یہ زندگی کے عام مروج طریقوں کے مطابق جاری نہیں ہوتا اور نہ ہی فطرت کے اس اصول پر وقوع پذیر ہوتا ہے جس سے لوگ واقف ہوں۔

معجزہ فطرت کے روزمرہ ضوابط کو توڑنے اور عام قواعد سے نکل جانے کا نام ہے وہ فلاسفہ جو معجزات کا انکار کرتے ہیں ان کی رائے یہ ہے کہ زندگی میں جو کچھ واقع ہوتا ہے خواہ مالوف طریقہ پر ہو یا غیر مالوف طریقے پر وہ خاص قانون کے تحت جاری و ساری ہوتا ہے۔ کیونکہ اسباب اور مسببات کے درمیان جو لتر دم کا تعلق ہے وہ کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا وہ امور جو واقع تو ہوتے ہیں لیکن ہمارے سامنے اس کے اسباب منکشف نہیں ہوتے وہ بھی لازمی اسباب کا نتیجہ ہوتے ہیں جب ان کے اسباب متحقق ہوتے ہیں یہ امور بھی متحقق ہو جاتے ہیں۔ وہ واقعات جو زندگی کے معروف طریقوں سے ہٹ کر اجنبی انداز میں واقع ہوتے ہیں حقیقت میں وہ بھی طبعی قوانین کے تحت واقع ہوتے ہیں ہم ان کے ان اسباب سے آگاہ نہیں ہوتے جو ان واقعات کے پس پردہ موجود ہوتے ہیں جب ہم ان کے اسباب سے آگاہ ہو جاتے ہیں تو وہ بھی اجنبی نہیں رہتے اور لوگوں کو اس واقع سے جو تعجب حاصل ہوا تھا وہ زائل ہو جاتا ہے۔ فلاسفہ کی رائے کے مطابق رسولوں کے معجزات بھی فطرتی امور ہوتے ہیں جو فطرت کے ضابطہ کے تحت واقع ہوتے ہیں جس طرح دوسرے امور اسباب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اسی طرح یہ واقعات بھی اسباب کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں لوگوں پر ان کی دہشت اور ان کا ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا محض ان کے سبب کے مخفی ہونے اور کسی علت و سبب کے بغیر ان کے ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے

Marfat.com

ہوتا ہے۔ سابقہ بحث کی بنا پر تو معجزات ایسے امور ہونگے جو ممکنات میں شمار ہوں گے اور کوئی انسان بھی اس قوم کے معجزات کو ظاہر کر سکے گا شرط صرف یہ ہوگی کہ وہ ان لوگوں کے سامنے ایسا کام کرے جس سے لوگ متعارف نہ ہوں پس ہر کام اسی لئے اسباب کے تحت واقع ہوگا جبکہ دوسرے لوگوں کے نزدیک اسباب کے بغیر واقع ہوگا اس انسان کے لئے ممکن ہوگا کہ وہ اسے معجزہ قرار دے اور لوگوں کو چیلنج کرے اور انہیں ایسا کام کرنے سے عاجز کر دے۔ اگر ہم فرض کریں کہ اسٹیمر اور بجلی کا ایجاد کرنے والا پہلی دفع اپنی ایجاد کے ساتھ لوگوں کے سامنے آئے اور انہیں ایسا آلہ دکھائے جو بخارات سے چلتا ہو یا ایسا چراغ دکھائے جو بجلی سے روشن ہوتا ہے اور وہ انہیں یہ بتائے کہ یہ صرف اس کی خصوصیات میں سے ہے کوئی اور ایسا نہیں کر سکتا پھر انہیں یہ سمجھائے کہ اس نے یہ قوت اللہ تعالیٰ سے پائی ہے وہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہے اگر ان موجدوں میں سے کوئی ایک بھی ایسا دعوی کرتا تو لوگوں میں سے کثیر تعداد ایسی پاتا جو اس کی تصدیق کرتی اس کی دعوت کو قبول کرتی اور اس پر ایمان لے آتی۔

معجزہ کو شکل وصورت دینا اور اسے یہ مقام دینے میں بہت سے مغالطے ہیں

1۔ انسانی زندگی اس بات کی شہادت نہیں دے سکتی کہ کوئی ایجاد بھی مکمل طور پر ظاہر ہوئی ہے بلکہ وہ موجد کے ہاتھ میں پہلی دفع جنین کی حیثیت میں ظاہر ہوتی ہے جس کی علامات تک واضح نہیں ہوتیں پھر وہ اسے آہستہ آہستہ کمال تک لے جاتا ہے اور وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے یہانتک کہ وہ اپنی انتہا تک پہنچ جاتی ہے۔

2۔ ایجاد میں ظہور کے وقت خواہ کتنی ہی غرابت کیوں نہ ہو وہ ان سابقہ انسانی علوم سے لاتعلق نہیں ہوتی جن کی طرف وہ چیز منسوب ہوتی ہے یہ صرف ایک انسان کی کاریگری نہیں ہوتی بلکہ وہ ہم عصر، ماقبل اور مابعد انسانوں کی کاریگری کا شاہکار ہوتی ہے۔

3۔ ان موجدوں میں سے کسی موجد نے بھی آج تک یہ جرأت نہیں کی کہ وہ کہے کہ انسانی زندگی ایسی چیز پیدا کرنے سے عاجز ہے یا اس کے راز سے پردہ اٹھانے سے قاصر ہے۔

اسی وجہ سے موجدوں کی ایجادات اور عبقری لوگوں کے علوم، فنون اور آداب میں کمالات میں سے کسی عمل کے بارے میں یہ دعوی نہیں کیا گیا کہ وہ معجزہ ہے یا اس کے ساتھ کسی کو چیلنج کیا گیا ہو کیونکہ ان ایجادات اور اعمال میں سے ہر ایک کے بارے میں لوگ برابری اور سبقت لے جانے کے بارے میں دعوی کرتے آئے ہیں کبھی کسی ایجاد یا عمل کے بارے ایسا واقع نہیں ہوا کہ لوگوں کی ہمتیں ان کا مقابلہ کرنے اس کی مثل یا اس سے اچھا لانے سے عاجز آ گئی ہوں۔ یہ کوئی عجیب بات بھی نہیں کیونکہ اعمال

Marfat.com

کتنے ہی کامل اور حسین کیوں نہ ہوں وہ انسان کا فعل ہی تو ہیں جن سے انسانی فطرت ظاہر ہوتی ہے اور انسان کی بوسونگھی جاسکتی ہے یہ امر خود لوگوں میں جوش پیدا کرتا ہے انہیں اعمال کے قریب کرتا ہے تو پس لوگوں کی امیدیں منقطع ہوتی ہیں نہ ان کے عزائم اس کے سامنے سر تسلیم خم کر کے سکون پاتے ہیں۔

جبکہ معجزہ اس طرح نہیں ہوتا وہ پہلی دفعہ ہی کامل صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس میں بعد میں زیادتی اور کمی واقع نہیں ہوتی کیونکہ وہ کمی وبیشی کو قبول نہیں کرتا یہ تو خالق کی کاریگری ہے مخلوق کو کب زیبا ہے کہ وہ اس چیز میں کوئی شے داخل کر سکے جسے خالق نے معجزہ بنانے کا ارادہ کیا ہو۔

اسی وجہ سے معجزہ کے ساتھ ایک طرف چیلنج ملا ہوتا ہے تو دوسری طرف دعویٰ نبوت پس یہ نبی کی نبوت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے مبعوث ہونے پر سچی شہادت ہوتی ہے نیز اس کے ہاتھ پر ظاہر ہونے والے عمل کے بارے میں واضح گواہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے پر یہی دلیل ہے کہ کوئی انسان اس کی مثل لانے سے قاصر ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں "اللہ تعالیٰ رسولوں کے ساتھ ایسی علامات کو قائم فرماتا ہے جو اس کی صداقت کی نشانیاں اور دلائل بن جاتے ہیں یہ ایسے افعال ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے ظاہر کرتا ہے انہیں ان افعال کے ساتھ خاص فرماتا ہے جو کسی اور سے واقع نہیں ہوتے پس یہ لوگ جان جاتے ہیں کہ یہ افعال ان ہستیوں کے ساتھ خاص ہیں نیز یہ اختصاص لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اطلاع ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں بیشک معجزہ اس وقت نبی کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہو ساتھ ہی اس کی مثل لانے کا چیلنج کیا گیا ہو ساتھ ہی نبوت کا دعویٰ بھی ہو اور اس کی دلالت اس طرح ہوتی ہے کہ سچا اور جھوٹا اس کے دعوی میں شریک نہیں ہو سکتے جب یہ معجزہ اس طرح ظاہر ہو تو جس کے ہاتھ پر ظاہر ہو اس کی صداقت کی نشانی بن جاتا ہے اسی وجہ سے قیامت کی علامات کسی کیلئے نشانی نہیں بنیں گی اگرچہ وہ عام واقعات سے مختلف ہوں گی کیونکہ اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ نہیں۔ کسی رسول کا زید کی مدد پر یہ کہنا کہ میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کی وجہ سے اسے موت عطا کرے گا جب زید اس کی دعا کی وجہ سے مر جائے تو اس کی سچائی کی نشانی بن جائے گا اگرچہ انسان اور حیوانات میں موت کا واقع ہونا عادت ہے۔(1)

علامہ ابن خلدون کہتے ہیں انبیاء کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ خارق للعادۃ امور ان کی صداقت کی شہادت کیلئے واقع ہوتے ہیں یہ ایسے افعال ہوتے ہیں جن کی مثل لانے سے انسان عاجز ہوتا ہے ان کو معجزہ کہتے ہیں۔ معجزہ انسانوں کی بس کی بات نہیں ہوتا یہ ان کی قدرت سے ماوراء ہوتا ہے۔

1۔النبوات لابن تیمیہ، 191۔194

Marfat.com

پھر کہتے ہیں لوگ معجزات کے واقع ہونے کی کیفیت اور انبیاء کی صداقت پر دلالت کرنے کے اعتبار سے مختلف نقطہ ہائے نظر رکھتے ہیں۔

وہ متکلمین جو انسان کو اپنے افعال کے واقع کرنے میں مختار جانتے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے واقع ہوتا ہے یہ نبی کا فعل نہیں ہوتا اگر چہ معتزلہ کے نزدیک بندے کے افعال خود انسان سے صادر ہوتے ہیں لیکن وہ معجزہ کو انسان کے افعال سے شمار نہیں کرتے تمام متکلمین کے نزدیک نبی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس معجزہ کے ساتھ چیلنج کرتا ہے جب وہ معجزہ واقع ہو جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح ارشاد کے قائم مقام ہوتا ہے کہ یہ نبی صادق ہے اور معجزہ کی نبی کی صداقت پر دلیل قطعی ہوتی ہے پس معجزہ خارق للعادہ امر اور تحدی کو جامع ہوتا ہے اسلئے تحدی معجزہ کا جز ہوتا ہے۔

رہے حکما یعنی مومن فلاسفہ ان کے نزدیک خارق للعادۃ امر نبی کا فعل ہوتا ہے ان کے نزدیک نبی کے ذاتی خواص ہوتے ہیں جن کی وجہ سے یہ معجزہ اس سے صادر ہوتا ہے اور تمام کائنات اس کی مطیع ہوتی ہے ان فلاسفہ کے نزدیک نبی کو پیدا ہی اس شان کے ساتھ کیا گیا ہوتا ہے کہ وہ کائنات کی جس چیز کی طرف توجہ کرے اس کا ارادہ کرے تو اس میں تصرف کرے کائنات میں سے جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے معین کی ہیں۔

ان فلاسفہ کے نزدیک معجزہ نبی کیلئے واقع ہوتا ہے خواہ اس میں تحدی ہو یا نہ ہو وہ نبی کی صداقت پر اس بنا پر شاہد ہوتا ہے کہ وہ نبی کے کائنات میں تصرفات پر دلالت کرتا ہے کائنات کی چیزوں میں اس کا یہ تصرف نبی کی ذات کے خصائص میں سے ہوتا ہے نہ کہ یہ زبانی تصدیق کے قائم مقام اسی وجہ سے فلاسفہ کے نزدیک معجزہ کی دلالت قطعی نہیں ہوتی جبکہ متکلمین کے نزدیک اس کی دلالت قطعی ہوتی ہے اسی طرح فلاسفہ کے نزدیک چیلنج معجزہ کا جز نہیں ہوتا اس لئے یہ کہنا کہ معجزہ جادو اور کرامت میں فرق محض چیلنج کیوجہ سے ہوتا ہے درست نہیں۔

فلاسفہ کے نزدیک معجزہ کی جادو سے فرق کی صورت یہ ہے کہ اچھے افعال کی محبت نبی کی فطرت میں شامل ہوتی ہے اور برے افعال سے وہ اعراض کرنے والا ہوتا ہے اس لئے وہ معجزات کے ساتھ برے افعال کے قریب بھی نہیں جاتا جبکہ جادوگر اس سے بالکل مختلف ہوتا ہے اس کے تمام افعال برے ہوتے ہیں اور برے مقاصد کیلئے کئے جاتے ہیں۔ اور کرامت سے اسکے مختلف ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ نبی کیلئے خارق للعادۃ امر مخصوص ہوتے ہیں جیسے آسمانوں کی طرف عروج کرنا، کثیف جسموں میں نفوذ کرنا مردوں کو زندہ کرنا ملائکہ سے گفتگو کرنا ہوا میں اڑنا جبکہ ولی کے خارق للعادۃ امور اس سے کم درجہ کے ہوتے ہیں جیسے تھوڑی چیز کو زیادہ کرنا اور آنے والے امور کے بارے میں گفتگو کرنا

Marfat.com

جو انبیاء کے تصرفات سے کم درجہ کے ہوتے ہیں۔(1)

ابن خلدون نے متکلمین اور فلاسفہ کی جو آراءنقل کی ہیں ان کو آپ نے دیکھ لیا کہ دونوں فریق اس بات پر متفق ہیں کہ معجزہ خارق للعادۃ امر ہوتا ہے جسکی مثل لانے پر لوگ قادر نہیں ہوتے۔

آپ نے یہ بھی دیکھا کہ معجزہ کا تحدی (چیلنج) کے ساتھ ملا ہونا متکلمین کے نزدیک شرط ہے جبکہ فلاسفہ کے نزدیک لازم نہیں اصل میں یہ اختلاف اس اصول پر مبنی ہے جس پر دونوں جماعتوں کے نزدیک معجزہ کا انحصار ہے۔

جب متکلمین نے یہ وضاحت کر دی کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے یہ نبی کا فعل نہیں یہ فعل اس کی خبر دیتا ہے کہ معجزہ اسی وقت واقع ہوتا ہے جب ضرورت تقاضا کرتی ہے یہ ضرورت نبی کی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے اور معجزہ کے ساتھ موید ہونے پر گواہی ہوتی ہے، پس اس وقت وہ معجزہ ظاہر ہوتا ہے جس کا قوم مطالبہ کرتی ہے جس طرح حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آسمان سے مائدہ کے نازل ہونے کا مطالبہ کیا اسی کے متعلق قرآن حکیم فرماتا ہے:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١١٢﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿١١٣﴾ (مائدہ)

"یاد کرو جب حواریوں نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے کہ وہ ہم پر آسمان سے مائدہ نازل کرے؟ فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو انہوں نے عرض کی ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم اس سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہم جان جائیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا اور ہم اس پر گواہ ہوں"۔

یہ حضرت عیسیٰ کے حواری اور آپ کی رسالت پر ایمان لانے والے تھے لیکن ان کا ایمان شک و شبہ کے ساتھ ملا ہوا تھا اسی وجہ سے وہ ایک معجزہ کا مطالبہ کر رہے تھے اور اس کی حدود کا ذکر کر رہے تھے اس مکار اور خبیث کی طرف دیکھئے جو یہود کی فطرت میں رچی بسی تھی، وہ مطلوب کا سوال بھی کرتے اور اس کی حدود بھی معین کر دیتے تاکہ اگر ان کا نبی مدعی نبوت ہے تو التباس کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے اگر وہ کوئی سا معجزہ طلب کرتے تو نبی کا معجزہ شعبدہ باز کے شعبدہ کے ساتھ خلط ملط ہو جاتا لیکن جب انہوں نے مخصوص صفت پر ایک امر کا مطالبہ کیا اور وہ اسی صفت پر واقع ہو گیا تو کوئی شک باقی نہ رہا کہ یہ معجزہ

1۔مقدمہ ابن خلدون

Marfat.com

ہے اور جوان کے ساتھ معاملہ آ رہا ہے وہ نبی ہے۔

یہ ان کی ایک چال تھی اور دوسری یہ جس طرح قرآن حکیم بیان کرتا ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ سے کہا "کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے" انہوں نے یہ نہیں کہا "ہمارا رب' کیونکہ ان کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایمان ظن و شک میں متردد تھا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقینی طور پر ایمان رکھتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے بارے یہ نہ کہتے "کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے" اللہ تعالیٰ کی ذات تو اس سے بلند و بالا ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز اسے عاجز کر دے

اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَيۡـًٔـا اَنۡ يَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ۝۸۲ (یس)

"بے شک اس کا امر تو یہ ہے جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرے کہ کن کہے تو وہ ہو جاتی ہے"۔

یہودیوں کے افعال میں سے تیسری چیز یہاں یہ تھی جس طرح قرآن حکیم بیان فرماتا ہے "کہ وہ زندگی اور زندگی میں پائی جانے والی چیزوں کے بڑے حریص تھے" جب انہوں نے نبی کے دعوی کو پرکھنا چاہا تو کفار مکہ والا انداز نہ اپنایا کفار مکہ نے جو کیا جس کی حکایت قرآن حکیم بیان کرتا ہے:

وَاِذۡ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَـقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ (الانفال)

"جب انہوں نے کہا اے اللہ اگر یہ تیری ہی طرف سے حق ہے تو ہمارے اوپر آسمان سے پتھروں کی بارش نازل کر یا ہمارے اوپر کوئی عذاب لے آ"۔

یہودیوں نے یہ راہ نہیں اپنائی بلکہ انہوں نے مائدہ کا مطالبہ کیا جو مختلف قسم کے بہترین کھانوں پر مشتمل ہوتا ہے "ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہم اسے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہوں اور ہم جان لیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا اور ہم اس پر گواہ ہوں"، اس مکر و فریب کے ایک حملہ کے ساتھ کتنی ہی چڑیاں شکار کی گئیں ایک مطالبہ سے کتنے ہی مقاصل حاصل کئے گئے۔ بعض اوقات معجزہ بغیر معین مطالبہ کے واقع ہوتا ہے جس طرح حضرت صالح کی اونٹنی اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کا عصا۔

یہ ساری بحث متکلمین کی رائے پر مبنی ہے کہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نبی کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا صرف اتنی بات ہوتی ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اسی وجہ سے وہ چیلنج کے ساتھ واقع ہوتا ہے۔ یہ اس بحث کا خلاصہ ہے جو معجزہ کے متعلق متکلمین اور فلاسفہ کے اختلاف پر مبنی ہے جسے ابن خلدون نے دونوں فریقوں کی آراء سے نقل کیا ہے۔

انسان کے عالم بالا کے ساتھ اتصال کا امکان

مادیت ہر زمانہ میں انسان کو عالم بالا سے الگ رکھنے کی قائل رہی ہے اور اس بات کا انکار کرتی

Marfat.com

رہی ہے کہ انسان اس عالم اسفل سے بلند ہو سکے جس میں وہ زندگی بسر کر رہا ہے ہم یہاں مادہ پرستوں کے فلاسفہ اور یہ فلسفہ انسان کے افعال کے بارے میں جس چیز کا تقاضا کرتا ہے کی وضاحت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور خصوصا مومن جسے روحانیت کا نام دیتے ہیں ہم نے اس مسئلہ پر اپنی ایک اور کتاب ''قضیۃ الالوھیۃ'' بحث کی ہے اور عالم محسوسات کے علاوہ چیزوں کے بارے جو انہوں نے دلائل دیئے ہیں ان کو کھول کر بیان کیا ہے۔

یہاں ہماری غرض صرف اس چیز سے ہے کہ مادہ پرست جب عالم روحانیت کا انکار کرتے ہیں تو وہ ضمنا رسالت سماوی کا بھی انکار کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک کوئی آسمان ہے نہ کوئی آسمانی پیغام اس طرح وہ انبیاء اور ادیان کا بھی انکار کرتے ہیں اور انبیاء اور ادیان کے متعلق تمام اقوال کو فضول باتیں اور جھوٹے دعوے شمار کرتے ہیں جو نظر عقلی اور علمی بحث کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ ہم مادہ پرستوں سے کوئی جھگڑا نہیں کرتے اور نہ ہی اس مسئلہ میں ان سے کوئی بحث کرتے ہیں اس ضمن میں ہم نے کئی مواقع پر گفتگو کی ہے ہم صرف یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم تھوڑی دیر ان لوگوں کے ساتھ گفتگو کریں جو عالم روحانیت کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مادی عالم کے آگے ایک اور غیر مادی جہاں بھی ہے جو بہت وسیع و عریض ہے نہ اس عالم مادی پر اسے قیاس کیا جا سکتا ہے نہ اس کے اندازوں پر کوئی اندازہ۔ یہ لوگ جو مادہ سے ماوراء عالم پر ایمان رکھتے ہیں اگرچہ ان کے آپس میں کئی اختلافات ہیں تاہم وہ سب مادی عالم اور غیر مادی عالم کے درمیان کسی قسم کے تعلق کے بارے شک رکھتے ہیں پھر ان کا یہ شک ایک اور شک یعنی وحی تک لے جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول آسمان سے حاصل کرتے ہیں پھر اسی وجہ سے وہ رسولوں اور ادیان سماوی میں بھی شک کرتے ہیں جن ادیان کے یہ رسول حامل ہوتے ہیں۔

عربی فلسفی معری انہیں میں سے ایک ہے جو نبوت اور رسالت میں شک کرتے ہیں اسی شک کی گونج ''لزومیات'' میں بہت سے شعروں میں محسوس ہوتی ہے۔ معری عقل کو نبی خیال کرتا ہے جو انسان کی ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتا ہے اور ہر انسان کی فطرت میں بطور نبی موجود ہے کہتا ہے۔ ''اے دھوکہ کھانے والے اگر تجھے عقل سے نوازا گیا ہے۔۔ تو اس سے ضرور سوال کر کیونکہ ہر عقل نبی ہوتا ہے (1) اس سے یہ بات واضح ہے کہ معری یہ حکم تمام انسانوں کے عقل پر نہیں لگاتا بلکہ ان میں سے جو ممتاز عقلیں ہوتی ہیں ان پر لگاتا ہے اسی وجہ سے اس نے کہا کہ اگر تجھے عقل سے خاص کیا گیا پس وہ تخصیص کرتا ہے اور ہر کسی پر حکم نہیں لگاتا اس کے اور اس جیسے دوسرے لوگوں کے نزدیک ایسے عقول صرف حکماء اور فلاسفہ کے ہی ہوتے ہیں۔

1۔ اللزومیات جزء 4، صفحہ 11

Marfat.com

معرّی بہت سارے مقامات پر سماوی شریعتوں کے بارے بدگوئی اور تحقیر کرتا ہے بلکہ انسان کی زندگی میں ان کے آثار کو کم عقلی پر محمول کرتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ کاش یہ لوگ ان شریعتوں سے اپنے تعلق کو توڑ لیتے اور عقل جس چیز کو ثابت کرتا ہے اس کی طرف پلٹ آتے یا ایک اور انداز کہ اگر لوگ فلاسفہ اور حکماء کی آراء کو تسلیم کر لیتے اور ان کی باتوں کو توجہ سے سنتے تو یہ ان کیلئے زیادہ نفع کا باعث ہوتا اس کی بنسبت جو وہ شریعتوں سے لیتے ہیں جن پر کاہن، راہب، فقیہ اور ہر ملک میں دوسرے علماء دین کھڑے ہیں۔ وہ کہتا ہے: اشعار:

عقل بحث و تمحیص کرتی ہے جبکہ شریعتیں ساری کی ساری خبر ہیں جسکی تقلید کی جاتی ہے اور کسی دانشمند نے اس میں عقل استعمال نہیں کی۔

مجوسی، مسلمان، نصاری اور یہودی سب باطل ہیں۔

آتش کدوں کو بطور عبادت زیارت کی جاتی ہے مساجد اور کنیسہ آباد کئے جاتے ہیں۔

صابی کواکب کی تعظیم کرتے ہیں جبکہ ہر ایک طبیعت شر میں محبوس ہے۔(1)

معری کے علاوہ بھی اس سے پہلے اور بعد میں آنے والے کثیر فلاسفہ کی یہی رائے ہے، ہم نے ان میں سے بعض فلاسفہ اور ان کی آراء کی طرف رسالۃ سماویہ کی بحث میں اشارہ کر دیا ہے۔ یہاں ہم ایسی آراء ذکر کرتے ہیں جنکو پیش کرنے والے اصحاب نے رسالت سماویہ اور انبیاء کا اللہ تعالیٰ سے پیغام وصول کرنے کی صداقت کا دفاع کیا ہے۔

ابن خلدون کی رائے

ابن خلدون امکان وحی اور زمین و آسمان کے درمیان تعلق پر زمینی مخلوق کے واسطہ سے دلائل قائم کر دیتے ہے وہ واسطہ مادی مخلوقات کی انتہاء ہے اس چوٹی سے ممکن ہے کہ وہ آسمان تک رسائی حاصل کرے اور اس کے انوار کا مشاہدہ کرے۔ یہ مخلوق انسان ہی ہے جو اپنے قدم تو زمین پر رکھتا ہے اور اپنا سر آسمان تک پہنچا سکتا ہے۔ ابن خلدون کی نظر موجودات کے بہت ہی بعید افق تک پہنچی ہے اس نظر و فکر میں اس نے موجودات کو ترتیب دیا ہے اور ترقی کے منازل میں آہستہ آہستہ قدم رکھا یہانتک کہ وہ انسان تک پہنچا جسے ابن خلدون نے وہ انتہا قرار دیا جو مادہ ایک بہترین ثمر دے سکتا تھا انسان کیلئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایک درجہ ترقی کرے اور اس میں اپنے وجود سے مادہ کی کثافت اور اس کی تاریکی کو الگ کرے اور وہ شفاف عالم نورانی سے ہو جائے جو عالم ملائکہ ہے اس طرح یہ ممکن ہے کہ ایک انسان نبی کی ذات میں فرشتے کے ساتھ ملے جو جبرئیل امین کی صورت میں ہے اور اس سے سماوی پیغام

1۔ اللزومیات جزء 3، صفحہ 32

Marfat.com

حاصل کرے۔ ابن خلدون کہتا ہے اس عالم تکون کو دیکھو یہ کیسے معدنیات سے شروع ہوا پھر تدریج کی انتہائی خوبصورت مراحل طے کرتے نباتات اور حیوانات کی شکل اختیار کی معادن کے افق کا آخر نباتات کے افق کے آغاز کے ساتھ ملا ہوا ہے جیسے گھاس اور جس کا کوئی دانہ نہیں ہوتا پھر نباتات کے افق کا آخر جیسے کھجور اور انگور حیوانات کے افق کی ابتداء جیسے حلزون (آبی جانور) اور صدف کے ساتھ ملا ہوا ہے ان دونوں کے درمیان صرف لمس کی قوت موجود ہے ان موجودات میں اتصال کی حقیقت یہ ہے کہ وہاں کے افق کا آخر قریبی استعداد کے ساتھ اس کا اہل ہے کہ وہ بعد والے افق کا آغاز بن جائے۔ پھر ابن خلدون اپنی نظر عالم حیوانات کی طرف منتقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عالم حیوانات بہت وسیع ہے اور اس کی کئی قسمیں ہیں اور تدریجی مراحل طے کرتے ہوئے یہ انسان تک پہنچتا ہے جو صاحب فکر اور صاحب ردیۃ ہے۔

پھر ابن خلدون اس کے بعد عالم علوی کا اثر تمام موجودات میں پیش کرتا ہے اور ان موجودات کیلئے ایک حرکت ثابت کرتا ہے جس کی مدد سے وہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ انسان تک پہنچتا ہے پھر وہ عالم انسانی کی طرف عروج کرتا ہے یہانتک کہ وہ افق کی انتہا تک جا پہنچتا ہے جس میں ملاء اعلی کو مس کرتا ہے اور اس کی طرف منتقل ہونے کا اہل بن جاتا ہے۔ ابن خلدون کہتا ہے: اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ انسان کے اندر ایسی استعداد ہے جس کے باعث وہ بشریت سے ملکیت کی طرف منتقل ہو جائے تاکہ وہ کسی وقت یا کسی لمحہ بالفعل ملائکہ کی جنس میں سے ہو جائے یہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب اس کی ذات روحانیہ بالفعل کمال حاصل کرلے،

کہاں یہ نظر وفکر کہاں اس کا صحیح اور سچا ہونا یہ تو صرف انسان کی اس ضرورت سے آگاہ کرتی ہے جو اسے اپنے سے بالاقوت کے ساتھ ہے جس کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس تک پہنچنے کی خواہش کرتا ہے۔

(تنبیہ۔ فکر انسانی جب اپنی محدود عقلی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے کائنات کے اسرار ورموز اور اس کے مقاصد تک پہنچنے کی کوشش کرے گی تو اس کیلئے اتنا ہی ممکن ہوگا جتنا کچھ ذکر کیا گیا الطاف حسین حالی نے کتنے سادہ انداز میں حقیقت حال کو واضح کردیا

جو نقطہ وروں سے حل نہ ہوا جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا

وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(مترجم)

Marfat.com

مختلف معجزات کا مختلف امتوں میں واقع ہونا

اگر تمام رسولوں کے معجزات ایک ہی اسلوب اور ایک ہی صورت میں واقع ہوتے تو ان کے بارے میں تیری کیا رائے ہوتی مثلاً ایک رسول کے بعد دوسرا رسول اس معجزہ کو لیتا یہ مشاہدہ کرنے والوں کیلئے یوں ہی ظاہر ہوتا جس طرح ان کے اسلاف کیلئے ظاہر ہوتا زبردست معجزہ کے ساتھ ان کی زبانیں گنگ ہو جاتیں اور گردنیں خم ہو جاتیں تیرے نزدیک کیا صورت حال ہوتی اگر معجزہ ایک ہی ہوتا جو یک بعد دیگرے رسولوں میں منتقل ہوتا رہتا اور ایک امت کے بعد دوسرے امت میں ظاہر ہوتا اگر ایسا ہوتا تو کیا ہوتا۔

مثلاً حضرت موسیٰ کا عصا حضرت نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء جیسے حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور حضور ﷺ کے دست اقدس پر ان کی امتوں میں ظاہر ہوتا تو کیا ان کی اقوام میں ایسا ہی اثر نہ رکھتا جو اس کا موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں اثر تھا۔

ایک اور انداز کیا یہی معجزہ تحدی اور اعجاز کیلئے کافی نہ ہوتا ممکن ہے کہ اسی فرضی رائے کی ترجیح کو قبول کیا جائے اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک ہی معجزہ کا انبیاء سے صادر ہونا اور پہلے سے بعد والے کی طرف منتقل ہونا اس میں معجزہ کی تاکید اور نئی شہادت ہوتی کہ یہ امر کسی حادثہ کی پیداوار نہیں اور نہ کسی سے بغیر سوچے یہ واقع ہوا ہے جس کو اس نے لوگوں پر غلبہ پانے ان کی برتری کو ختم کرنے اور ان کے علم وقوت کے دعوؤں کو خاک میں ملانے کیلئے بطور ہتھیار بنا لیا ہے۔ جب اس معجزہ کا ظہور یکے بعد دیگرے مختلف زمانوں میں ہوتا جبکہ یہ تمام تر امتیازات کو حاوی تھا اس کے اندر ایسی قوت تھی جو شک کو ختم کرنے والی اور یقین عطا کرنے والی تھی کہ اس معجزہ کا وقوع اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ معجزہ اسی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بطور رسول چن لیا ہو معجزہ کی اس صورت کے بارے میں یہ سب کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن معجزہ کی یہ صورت اپنی عظمت شان کے باوجود کئی وجوہ کی بنا پر رد کی جا سکتی ہے۔

1۔ معجزہ کا ایک ہی صورت میں بار بار واقع ہونا انسان کی عقل اور نفس سے وہ اثر ختم کر دیتا ہے جو پہلی دفعہ اس کے وقوع سے لوگوں پر اثر مرتسم ہوا تھا کیونکہ تھوڑے یا زیادہ وقفے کے بعد اس کا ظہور لوگوں کے احساسات میں وہ تحریک پیدا نہیں کرتا جو اس نے پہلی دفعہ ہلچل مچائی تھی کیونکہ بعد کے اوقات میں لوگ اس کی بہت سی صفات اور کیفیات سے واقف ہو چکے ہوتے ہیں اور لوگوں کے نفوس

Marfat.com

میں وہ مرتبہ نہیں پا سکتا جو مقام اس نے پہلی دفعہ حاصل کیا تھا یہی صورتحال ہوتی ہے ہر اس امر کی جو زندگی میں قائم رہتی ہے اور بار بار واقع ہوتی ہے۔ سورج جو اپنی عظمت وجلال کے ساتھ کائنات میں موجود ہے بہت ہی کم لوگ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس میں جو شان ورفعت ہے کم ہی دیکھتے ہوں گے اس کی صرف یہ وجہ ہے کہ لگاتار مشرق ومغرب میں گردش کناں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مانوس امر بن چکا ہے ہر مالوف چیز سے نفس انسانی لاپرواہی کے انداز میں ملتا ہے اس کے ہاں اس کی کوئی حیثیت ہوتی ہے نہ اس کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔

2۔ ایک ہی معجزہ کا ایک ہی صورت میں بار بار وقوع، بے شمار لوگوں کے ذہنوں میں یہ شکوک بھی پیدا کر دیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسی پر موقوف نہ ہو جاتی جبکہ اس کے وقوع کا مقصود تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی محبت پر دلالت ہوتی ہے۔ ایک ماہر فن بھی اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ ماہرین فن میں یہ گمان کیا جائے کہ اس کا صرف ایک ہی شاہکار ہے نہ ہی زندگی محض ایک فن پارہ کی وجہ سے ماہرین میں اسے مقام دیتی ہے یہاں تک کہ وہ بہت سے ایسے آثار نہ پیش کرے جو اس کے مقام ومرتبہ اور عظمت شان پر شہادت دیں۔

ایک فنی کام خواہ اس میں کتنی ہی جدت اور ندرت ہو وہ ایک کمزور آواز ہوتی ہے جو لوگوں کو اس فنکار کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ قریب وقت میں وہ ایک ماہر فن کی حیثیت سے جنم لے گا اور زندگی میں قدم رکھے گا اس عمل کے بعد لوگ فنکار کی کسی اور تخلیق کا انتظار کرتے ہیں اگر وہ پہلے عمل پر ہی رک جائے تو آنکھیں اس سے رخ پھیر لیتی ہیں اور اس کے پہلے عمل کے بارے یہ گمان کیا جاتا ہے کہ یہ بغیر تدبیر کے اچانک وقوع پذیر ہوا ہے۔

لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اور اس کی قدرت سے ایسے اعمال کی توقع رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر استدلال کرتے وقت کسی ایک جگہ ٹھہر نہ جائیں اللہ تعالیٰ کے حضور ہر چیز مسخر، اسکے حکم کے سامنے سرافگندہ اور دعوت پر لبیک کہنے والی ہے" جب ہم کسی چیز کے بارے میں ارادہ کرتے ہیں تو ہمارا امر یہ ہوتا ہے کہ ہم اسے کن کہیں تو وہ ہو جاتی ہے" رسول زمین وآسمان اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے درمیان سفیر ہوتے ہیں لوگ ان کے بارے میں یہ توقع رکھتے ہیں کہ انہیں انتہائی خوبصورت جدید پیکر میں دیکھیں ہر حلہ (لباس) رنگ وروپ میں یکتا ہو بعد والا پہلے کی مشابہ نہ ہو جب امر اس کے برعکس آئیگا تو لوگ سوء ظن کا شکار ہوں گے اور ان سفراء کے بارے سوء ظن اور ان کے دعوی رسالت کی صداقت میں شک کرنا ان کا حق ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اتنا زیادہ ہے جو ختم نہیں ہوتا اور ایسی صورت میں ہی واقع ہوتا ہے جو اعجاز پر دلالت کرتا ہے اور معجزہ کی شان یہ ہے کہ وہ فصیح بیان میں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی قدرت، جلال اور عظمت کو لوگوں کے سامنے بیان کرے اور لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کو یوں ظاہر کرے کہ زمین و آسمان کی بادشاہت اسی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی جبکہ وہ سمیع و علیم ہے۔

3۔ حقیقت میں معجزہ ایک زبان ہے جو لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق بات کرتی ہے اور اسی لغت میں جس میں وہ باہم معاملہ کرتے ہیں۔ خواہ معجزہ حسی ہو یا عقلی ہو وہ لوگوں پر حجت بالغہ ہوتی ہے مناسب یہی ہے کہ وہ ان کی حیثیت اور استعداد کے مطابق ہو یا ہم یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ معجزہ حالات کے مطابق واقع ہو جس طرح علماء بلاغت کہتے ہیں اگر معجزہ اس طرح واقع ہو کہ معجزہ اور لوگوں کے درمیان بہت فرق ہو نہ وہ لوگوں میں مقام حاصل کر سکے گا نہ لوگ اس سے کوئی اثر قبول کریں گے معجزہ اپنی راہ پر رہے گا اور لوگ اپنی راہ چلتے رہیں گے اور ان کی حالت یوں ہوگی جس طرح شاعر نے کہا:

ایها المنکح الثریا سهیلا عمرک الله کیف یلتقیان

هی شامیة اذا ما اسقلت وسهیل اذا استقل یمانی

اے ثریا اور سہیل ستارہ کو ملانے والے اللہ تعالیٰ تجھے زندگی دے وہ کیسے مل سکتے ہیں

ثریا اپنی جگہ پر رہے تو شامی ہے سہیل اپنی جگہ پر رہے تو وہ یمانی ہے

جب لوگ زمانے اور علاقہ کی وجہ سے مختلف طبائع اور مختلف ذہانتوں کے حامل ہوتے ہیں تو وہ زبان جس کے ساتھ انہیں خطاب کیا جا رہا ہے وہ بھی طبائع اور ذہانت کے اعتبار سے مختلف ہونی چاہئے تاکہ جو اسے سنے اور اسے پائے اس کو فائدہ دے۔

اسی وجہ سے رسولوں کے معجزات پر امت کی عقلی استعداد اور صلاحیت کے مطابق ہی واقع ہوئے ہر رسول کا معجزہ ایک تھا زیادہ وہ اس قوم کی حال کے موافق ہی ہوئے اور ان کے سامنے ایسی صورت میں ظاہر ہوتے جو ان کے نزدیک ذہانت و فطانت اور قوت و طاقت کی انتہائی صورت ہوتی۔ اسی وجہ سے انبیاء کے معجزات امتوں کے حساب سے واقع ہوئے۔ جاحظ کہتا ہے امت کی جہالت غبارت عقل، سوء رغبت، خبث عادت، اور شدت حیرت کی وجہ سمندر کے شق ہونے پانی پر چلنے اور مردوں کے زندہ کرنے کے معجزات ظاہر ہوئے۔ ہم اس کتاب کے آنے والے ابواب معجزات کے اختلاف اور ان کے اپنی امتوں کے احوال کی حکمت کے بارے ایک واضح بیان لکھیں گے جس طرح ہم یہ دیکھیں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزہ کیوں عقلی تھا جو اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں اور ادنیٰ صلاحیتوں کے حامل تمام افراد سے خطاب کرتا ہے جن آیات بینات کا قرآن حامل ہے۔

Marfat.com

چوتھا باب

رسالت اسلامیہ کے مصادر

سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، قرآن اور وہ رشتہ جو ان کے دونوں کو جامع ہے جو انسان بھی ارادہ کرتا ہے کہ ان مصادر کو پہچانے جن پر شریعت اسلامیہ اس صورت میں موجود ہے جس سے حیات واقف ہے اور مسلم جس کی اتباع کرتے ہیں اس کیلئے یہی تین چیزیں موضوع بحث ہیں۔

اسی وجہ سے زیادہ تر مباحث حضور ﷺ کی شخصیت، قرآن حکیم کی حقیقت اور ان دونوں کے تعلق کے بارے میں ہیں اور یہ مباحث ہمیشہ سے لوگوں کی توجہات کا مرکز رہی ہیں خواہ گفتگو مسلمانوں کی طرف سے ہو خواہ دوسرے لوگوں کی طرف سے کثیر مسلمانوں کا دینی شعور اور میلان ان پر غالب آ گیا اور غلط وہم نے ان کیلئے یوں تصویر کشی کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت میں یوں رنگ آمیزی کریں جس کی وجہ سے ان کے جھوٹے احساسات خوش ہوں پس یہ عجیب وغریب رنگ ایسے انداز میں ظاہر ہوئے جس کا انہوں نے اندازہ لگایا تھا نہ ارادہ کیا تھا ان رنگوں نے جلال نبوت اور جمال نبوت میں وہ مقام حاصل کیا جو خوفناک آوازیں ملکی نغمہ میں حاصل کر سکتی ہیں بلکہ وہ رنگ اپنی خوبصورت ترین حالت میں بھی ان چراغوں کی مانند ہیں جو سورج کی شعاعوں میں روشن ہوں جس طرح بعض مسلمانوں پر دینی شدت غالب آئی اور وہ اس ناکارہ سامان کے ساتھ حضور ﷺ کی شخصیت کی طرف متوجہ ہوئے اسی طرح بعض لوگوں سے اسلام سے نفرت وعداوت اور حضور ﷺ سے بغض وکینہ بھی غالب آیا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ اسلام اور نبی اسلام پر شکوک وشبہات کے تاریک سائے ڈال دیں اور ان میں جو ربانی جلال اور قدوسیت موجود ہو اس کو چھین لیں تو ان کا عمل بھی اس کے برعکس ظاہر ہوا جس کا انہوں نے اندازہ لگایا اور ارادہ کیا تھا کیونکہ جسے اللہ تعالیٰ بناتا ہے اسے لوگ ہرگز نہیں گرا سکتے کیا زمین سے اٹھنے والا دھواں اور آندھیوں وبگولوں کی صورت میں اٹھنے والا غبار سورج کی چمک دمک کو کائنات سے روک سکا ہے بلکہ جب سورج بادل کے پیچھے سے ظاہر ہوتا ہے تو اس کے حسن وجلال مبین میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔ مسلم علماء اور غیر مسلم علماء کی طرف سے کی جانے والی اکثر مباحث جو رسول اللہ ﷺ کی شخصیت اور قرآن کی حقیقت کے متعلق ہیں وہ عموماً اعتدال پر مبنی ہیں جو حقیقت کے اوپر آگاہ کرنے والی اور حق کے مقامات کی طرف راہنمائی کرنے والی ہیں۔ ہم یہاں ان صحیح اور درست مباحث پر گفتگو کا ارادہ نہیں رکھتے جن پر اظہار خیال کرنے والوں نے سیرت رسول اور شریعت اسلامیہ میں حق کا قصد کیا کیونکہ ان کا طریق واضح ہے جو آدمی حق کا

Marfat.com

متلاشی اور اس تک رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے اس پر اس کے راستے او جھل نہیں۔

ہم یہاں ان چیزوں کو پیش کرتے ہیں جنہیں مسلمانوں میں سے جاہل غلو کرنے والے اور غیر مسلموں میں سے جاہل متعصب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت اور قرآن حکیم کی حقیقت کے بارے قبیح اور مسخ شدہ توجیہات داخل کردی ہیں۔ اس مسئلہ میں جس اہم چیز کا ہمیں خیال رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ ہم غلو کرنے والوں اور متعصب لوگوں کی متضاد آراء سے محفوظ رہیں عقیدہ کی عصبیت ہم پر غالب آئے نہ اسلام کے مخالفین کے ساتھ ناراضگی ہمیں اس بات پر برانگیختہ کرے کہ ہم فیصلہ میں ظلم اور رائے میں شدت سے کام لیں یہی وہ چیز ہیں جس پر ہم اللہ تعالیٰ سے مدد کے خواستگار ہیں اور اس سے سلامتی اور توفیق کی امید رکھتے ہیں۔

شخصیۃ الرسول (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شخصیت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شخصیت اسلام کے حمائتیوں اور اس کے دشمنوں کی طرف سے گہری نظر و فکر اور لگاتار بحث کا محل رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ اسلام کی تعلیمات آسمان سے نازل ہوئیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عمل دخل نہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ان تعلیمات کو لینا ان کی حفاظت کرنا اور اپنے آپ کو ان کے مطابق کرنا ان چیزوں نے آپ کے درمیان اور ان تعلیمات کے درمیان مضبوط رابطہ بنا دیا ہے بلکہ ان دونوں کی فطرت ایک ہوگئی۔ قرآن حکیم میں کمال وجلال کی جو صورت موجود ہے جبکہ وہ سب کا سب کمال و جلال ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کمال و جلال کا فیضان کرتا ہے جس طرح جو نور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی سے پھوٹتا ہے جبکہ آپ کی پوری زندگی روشنی اور نور ہے وہ قرآن حکیم کے نور اور چمک میں اضافہ کرتی ہے اس کے برعکس یعنی نقص وعیب بھی ایک دوسرے سے یہی حصہ لیتا ہے کیونکہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ظاہر ہوگی جبکہ آپ کی شخصیت اس سے بہت دور ہے وہی عیب قرآن میں بھی داخل ہوگا اور اس سے حصہ لے گا اور جو عیب قرآن میں ہوگا اللہ کی پناہ عیب تو قرآن کے قریب بھی نہیں آسکتا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شخصیت اور مقام ومرتبہ سے حصہ پائے گا، مسلم اور غیر مسلم کے درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخی شخصیت میں کوئی اختلاف نہیں آپ ایک تاریخی شخصیت ہیں جو زمان ومکان میں معروف ہے تاریخی وثیقہ جات آپ کیلئے ایسی شہادت پیش کرتے ہیں جیسی تاریخ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علاوہ کسی اور شخصیت کے لیے شہادت پیش نہیں کی۔

اسی وجہ سے اسلام سے سخت دشمنی رکھنے والا حق کے خلاف سب سے جری اور حقائق سے سب سے زیادہ دشمنی رکھنے والا بھی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ زندگی کے کسی گوشہ کے اعتبار سے بھی وہ

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے گرد کوئی بھی شک کا بیج بو سکے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جزیرہ عرب اور انسانی زندگی میں جو انقلاب برپا کیا ہے نیز عقول میں جو افکار پیدا کئے اور قلوب میں جو اعتقادات القا کئے کوئی بھی ان چیزوں کا انکار نہیں کر سکتا۔

لیکن جب لوگوں نے اپنے آپ کو اسلام کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے متعین کیا ہے انہوں نے مطلق اس حقیقت کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی اس میں کلمہ حق کہا ہے کیونکہ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح تسلیم کر لیتے جس طرح اس زندگی نے آپ کو پہچانا اور تاریخ نے اسے محفوظ کیا تو وہ اسلام کے سامنے بھی سر تسلیم خم کر لیتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے اور یہ آسمان کیطرف سے وحی اور شریعت حقہ ہے اس کے علاوہ سب فضول ہے کیونکہ وہ اسلام کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں وہ اسے ہرگز تسلیم نہیں کریں گے مگر جو ان کے پاس آخری تیر ہے اسے بھی پھینک دیں اور ان کے سینوں میں جو کینہ اور حسد ہے اسے بھی تھوک دیں۔

تخبط و هذیان (فضول گفتگو)

فضول گفتگو ہی ایک ایسی چیز تھی جو اسلام سے دشمنی کرنے والوں کیلئے سب سے آسان اور ان کے بس میں تھی ان کیلئے یہی ممکن تھا کہ اس ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے ارد گرد شکوک و شبہات کے سائے پھیلا سکیں اور اپنے مریض سینوں سے کینے کی تھوک باہر پھینکیں وہ ایسا دھواں اڑائیں جو اس شخصیت کو گھیرے اس طرح اس کی حقیقت کو بدل دے اس کے نشانات کو چھپا دے ابتداء میں تو ایسا عمل ایک پاگل کا عمل تصور کیا جا سکتا ہے جو لوگوں سے استہزاء اور تحقیر کے علاوہ کوئی چیز نہ پا سکے گا مگر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اور اس کے افترا کے بار بار دہرانے کے بعد ایک ایسا وقت بھی آیا کہ یہ ایسی بات بن جاتی ہے جو لوگوں میں بیان کی جاتی ہے پھر اسکی حمایت ختم نہیں ہوتی پھر انہیں حمایتیوں میں سے کوئی اسے تاریخ کا حصہ بنا دیتا ہے اور اس میں ایک بڑا مقام دلا دیتا ہے کتنی ہی جھوٹی اور بے سروپا باتیں ہیں جو ابتداء میں اجنبی طور پر ظاہر ہوئیں پھر زمانے کے ساتھ ساتھ قوت پکڑتی گئیں اور لوگوں کی سوچ میں جگہ بنا لی اور کمزور عقول میں سے اپنے مطیع تلاش کر لئے اور ان مسخ شدہ ڈھانچوں کو بھی قبولیت کی سند مل گئی تاریخ میں کتنے ہی جھوٹ اور افترا ہیں جو حقائق پر غالب آئے اور انہیں اپنے مکان سے گرا دیا۔

جو لوگ اسلام سے برسرپیکار ہیں ان کیلئے اپنے مقصد کے یہی قریب ترین راستہ ہے اس مذہب کو اپنانا ان کیلئے ممکن ہے اور اس جانب سے اپنے نشانہ کو صحیح لگا سکتے ہیں تو انہوں نے اسلام کیلئے ایسا

Marfat.com

مقتل تلاش کر لیا جس کے بعد اسلام کبھی کھڑا نہیں ہوسکتا اور وہ جنگ جوان کے درمیان اور اسلام کے درمیان کبھی ختم نہیں ہوسکتی اسے انتہا تک پہنچا دیا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امر ہی وہ امر ہے جس پر سب سے زیادہ جھوٹ اور افتراء باندھا گیا۔ وہ لوگ جو اسلام اور نبی اسلام سے بڑے بڑے لشکروں کے ساتھ صلیبی جنگوں اور غیر صلیبی جنگوں میں حالت جنگ میں رہے جنہیں ان کے علماء اور فلاسفہ نے اپنی قلموں سے شروع کیا تھا انہوں نے اکیڈمیاں اور ادارے قائم کئے جو علم اور حقیقت سے بحث کی ملمع سازی کرتے ہوئے افتراء اور کذب کا کام کرتے ان کے بارے میں تو یہ گمان نہ کر کہ وہ اس اسلحہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کے بارے تشویش پیدا کرنے سے غافل تھے انہوں نے جھوٹے دعووں اور غلط سندوں کے ساتھ آپ کی عظمت کو ختم کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک خرافات ہو جائے جو عربوں کی زندگی میں یوں ہی رہے جس طرح دوسری خرافات موجود ہیں لیکن جب بھی ان لوگوں نے گمراہی اور بہتان کے عناصر تخلیق کرنے کا قصد کیا تاکہ وہ اپنے خیالات فاسدہ سے ایسا تانا بانا بن سکیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کو لپیٹ دیں تو انہوں نے یہی پایا کہ وہ مکڑی کا گھر بنا رہے ہیں جس کے ساتھ وہ آسمان کے سامنے پردہ بنانا چاہتے ہیں اور نصف النہار کیوقت سورج کی روشنی کو روکنا چاہتے ہیں ان جھوٹوں سے جب بھی کوئی مولود جنم لیتا ہے اسے خود ہی زندہ درگور کرتے اور مٹی کی نذر کر دیتے اس جنین کی مثل جسے رحم زندگی کے وجود سے پہلے ہی باہر پھینک دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخی حقیقت کبھی بھی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان رشک و اختلاف کا محل نہیں رہی اگرچہ شریعت کے کثیر اصول و فروع میں اختلاف رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ایک ایسی چیز ہے جو غیر مسلموں میں اصحاب رائے اور اہل معرفت کے نزدیک شک کا محل نہیں چہ جائیکہ مسلمانوں کے نزدیک شک و شبہ کا محل ہو کیونکہ مسلمان تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس مقام تک لے جاتے ہیں جہاں کوئی بشر پہنچ سکتا ہے نہ قریب جا سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسول اس کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ظاہر و باطن یہ اس سے بلند و بالا ہے کہ کوئی منکر اس کا انکار کرے یا کوئی دشمن یا دھوکے باز آپ کی عظمت کی طرف جانے والے راستہ کے آثار مٹا سکے۔ اسلام کے دشمنوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ گواہی دیں کہ آپ انسانی تاریخ میں عظیم لوگوں میں سے ایک ہیں اور ان کے مصلحین میں سے ایک ہیں۔

لیکن ان میں سے کثیر نے اس بات کا اعتراف نہیں کیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ

Marfat.com